عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۵ | ۲۸؍جمادی الاول تا ۴؍جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍مارچ ۲۰۱۶ء | شمارہ:۱۰

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت

کی رکنیت سازی میں بھرپور حصہ لیجئے

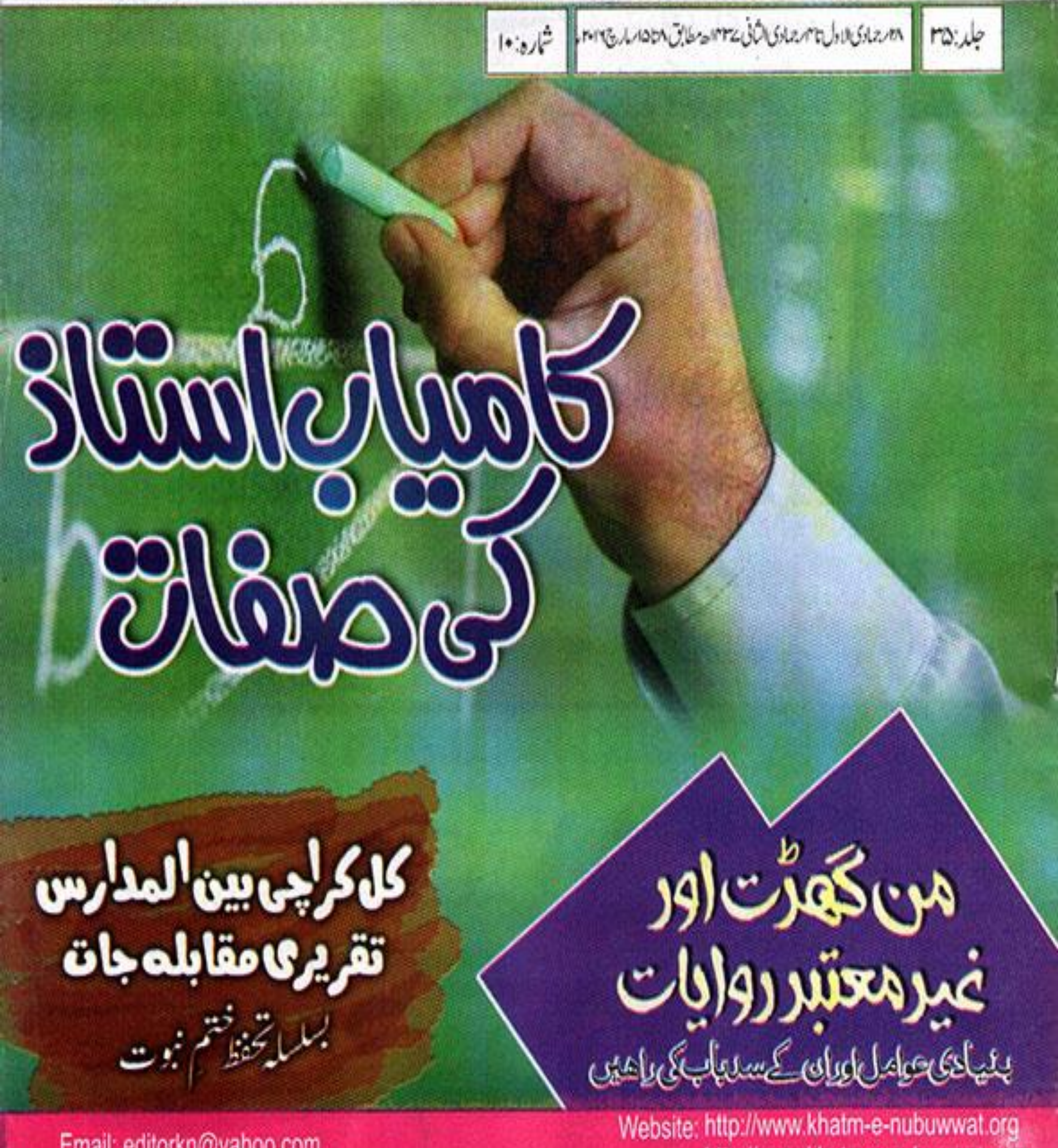

کامیاب استاذ کی صفات

من گھڑت اور غیر معتبر روایات

بنیادی عوامل اور ان کے سدباب کی راہیں

کل کراچی بین المدارس تقریری مقابلہ جات

بسلسلہ تحفظ ختم نبوت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

فون پر طلاق دینا

س:...... میری شادی ایک شخص سے ۳؍اکتوبر ۲۰۱۴ء کو کراچی میں انجام پائی۔ شادی کے بعد موصوف برطانیہ چلے گئے اور وہاں سے ۱۰؍نومبر ۲۰۱۵ء کو موبائل فون پر مجھے تین طلاقیں دے دیں اور پھر بھی میں دسمبر اور جنوری ۲۰۱۶ء تک پوچھتی رہی مگر وہ ہر بار ایک ہی بات کر کے فون بند کر دیتا ہے کہ میں نے تمہیں طلاق دے دی ہے۔ آپ سے استفسار ہے کہ کیا فون پر طلاق ہو جاتی ہے؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں اگر سائلہ کا بیان وتحریر درست اور حقیقت پر مبنی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے موبائل فون پر تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہہ دیئے ہیں اور سائلہ کے ہر بار پوچھنے پر بھی وہ یہی کہتا ہے کہ میں نے تمہیں طلاق دے دی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں سائلہ پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں اور وہ شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہے۔ آئندہ بغیر حلالہ شرعیہ کے ان کا آپس میں نکاح بھی نہیں ہو سکتا، اس لئے عدت گزارنے کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

عملیات کے ذریعے چور کا معلوم کرنا

س:...... کیا عملیات کے ذریعے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ فلاں شخص نے چوری کی ہے یا فلاں شخص چور ہے؟ کیا اس طرح کسی شخص پر چوری کا الزام لگانا اور چور کہنا اور سمجھنا جائز ہے؟ شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... عملیات کے ذریعے کسی کو چور سمجھنا جائز نہیں، کیونکہ اس کے ذریعے نہ تو علم قطعی حاصل ہوتا ہے، اور نہ ہی اس بنا پر کسی کو مورد الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ یہ عقائد کی کمزوری کی بنا پر محض ایک اندازہ اور تخمینہ ہوتا ہے، جسے عام طور پر لوگ درست سمجھ لیتے ہیں اور حد سے تجاوز کرتے ہیں جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔ اس لئے عملیات کے ذریعے چوری کا معلوم کرنا اور کسی پر الزام تراشی کرنا غلط ہے۔ اس سے کسی پر چوری ثابت نہیں کی جا سکتی۔

یہ کہنا کہ: ''میں اپنے باپ سے نہیں''

س:...... آج کل دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کو اپنی بات پر یقین دلانے کے لئے یہ جملہ بولتے ہیں کہ ''اگر تم اپنے باپ سے ہو تو یہ کر کے دکھاؤ'' اور کوئی کہتا ہے کہ: ''اگر میں نے یہ نہ کیا یا کیا تو میں اپنے باپ سے نہیں۔'' کیا اس طرح کہنے سے قسم ہو جاتی ہے؟ اور اس طرح کہنا جائز ہے؟

ج:...... مذکورہ الفاظ سے قسم تو نہیں ہوتی، کیونکہ یہ قسم کے الفاظ نہیں ہیں۔ البتہ اس طرح کہنا مناسب نہیں ہے۔

بیوی کو بیٹی یا ماں کہہ کر بلانا

س:...... کیا مذاق میں شوہر کا بیوی کو ماں، بیٹی یا بہن کہنا یا بیوی کا اپنے شوہر کو باپ، بیٹا یا بھائی وغیرہ کہہ کر بلانا درست ہے؟ اس سے نکاح پر تو اثر نہیں پڑے گا؟

ج:...... اس سے نکاح پر تو کوئی فرق نہیں آتا، مگر اس طرح ایک دوسرے کو بیٹا یا ماں کہہ کر پکارنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

قسم کا کفارہ

س:...... اگر کوئی شخص قسم توڑ دے تو اس پر کتنا کفارہ لازم ہوگا؟

ج:...... قسم توڑنا گناہ کبیرہ ہے، اور اس کا کفارہ ہے ایک غلام کو آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو لباس پہنانا جو بدن کے اکثر حصہ کو ڈھانپ لے۔ اگر کوئی مالی کفارہ ادا کرنے سے عاجز ہو تو پھر تین روزے رکھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس

جلد:۳۵ ۲۸ رجمادی الاول تا ۴ رجمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۱۶ء شمارہ:۱۰

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی رکنیت سازی....	۳	مولانا اللہ وسایا
کامیاب استاذ کی صفات	۶	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
من گھڑت اور غیر معتبر روایات....	۱۱	مفتی طارق امیر خان
حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن ؒ	۱۶	مولانا اللہ وسایا
جاوید احمد غامدی...سیاق وسباق کے آئینہ میں (۴۲)	۲۰	مولانا فضل محمد مدظلہ
کل کراچی بین المدارس تقریری مقابلہ جات....	۲۳	مولانا محمد شعیب کمال

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی رکنیت سازی میں بھرپور شرکت فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ہر تین سال بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کی ملک بھر میں رکنیت سازی ہوتی ہے۔ دستور کے تحت اس کے لئے ''جنرل کونسل اور مجلس عمومی'' کے اراکین منتخب کئے جاتے ہیں جو پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو مرکزی نائب امراء کا انتخاب کرتے ہیں۔ پھر امیر مرکزیہ اور دو مرکزی نائب امراء بمشورہ مرکزی مجلس شوریٰ مجلس کے دیگر مرکزی عہدیداروں کی نامزدگی فرماتے ہیں۔ یوں اگلے تین سال کے لئے عالمی مجلس کی مرکزی باڈی کی تشکیل کا عمل مکمل ہوجاتا ہے۔

اس سال بھی ربیع الاوّل سے رکنیت سازی کا عمل شروع کرنے کی مرکزی مجلس شوریٰ نے منظوری دی ہے۔ مقامی جماعتوں کی تشکیل اور مجلس عمومی کے چناؤ کا عمل سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر سے قبل مکمل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ کانفرنس کے موقع پر مجلس عمومی کا اجلاس منعقد کیا جاسکے، جس میں مرکزی دو نائب امراء کا چناؤ ہوگا۔ اس وقت ملک عزیز کے جو حالات ہیں، ان کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ کھلی آنکھوں اور گہری بصیرت کے تحت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے رکن سازی کی جائے، تاکہ پرامن جدوجہد کے لئے بھرپور مخلصانہ جدوجہد کرنے والے رفقاء کرام اس پلیٹ فارم کو مہیا ہوسکیں۔

عامۃ المسلمین جانتے ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک غیرسیاسی، مذہبی وتبلیغی ادارہ ہے۔ اس کا مقصد وحید رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس اور وصف خاص عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہے اور بس!

الحمد للہ! اس جماعت کی بنیاد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور مولانا تاج محمودؒ ایسے بیسیوں اکابر نے گہری سوچ وفکر کے ساتھ رکھی تھی۔ کتنے بزرگوں کی نیم شبانہ دعاؤں، استخاروں اور اللہ رب العزت کی ذات گرامی سے الحاح وزاری اور تمناؤں کے نتیجہ میں یہ پلیٹ فارم امت کو میسر آیا!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ سعادت حاصل ہے کہ ہمیشہ اہل حق نے اس کی نہ صرف سرپرستی فرمائی، بلکہ اس کے کام کو سراہا اور ہمیشہ اپنی محبت قیادت وسیادت سے سرفراز فرمایا۔ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ، مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور مولانا مفتی نظام الدین

شامزئی شہیدؒ ایسے سینکڑوں اکابر اس قافلہ کے ساتھ عملاً نہ صرف شریک سفر رہے بلکہ اس کی قیادت وسیادت کا فریضہ انجام دیا۔ مولانا مفتی زین العابدینؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا عبدالحقؒ، مولانا میاں عبدالہادی دین پوریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا عبداللہ بہلویؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مولانا گل بادشاہ اور مولانا عبدالکریم صاحب بیر شریف ایسے سینکڑوں حضرات نے اس پلیٹ فارم کو اپنا پلیٹ فارم سمجھا، اس کے کام کو اپنا کام سمجھا اور برابر اس میں ساعی رہے۔

مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ اور مولانا محمد علی مونگیریؒ اور مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ ایسے اکابر کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے محنت کو دیکھا جائے تو ایک نور کی سنہری لڑی سیدنا صدیق اکبرؓ کے وجود مسعود تک ایک تسلسل کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ پھر اگر ان بزرگوں کی عقیدہ ختم نبوت کے لئے محنت اور جدوجہد کو بطور نمونہ اس دور میں پیش کرنے کی ضرورت ہو تو اسے آسان لفظوں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

دیکھئے اور بار بار محبت بھری نظروں اور عمیق نگاہوں سے ملاحظہ فرمائیے کہ اس میں نہ رسہ کشی، نہ عہدوں کی جنگ، نہ اقتدار کا جھگڑا، نہ آگے بڑھنے کا مرض اور نہ ٹانگیں کھینچنے کا شغل۔ ایک دھن اور خالصتاً دین کی سربلندی، عقیدۂ ختم نبوت کی پاسداری و عمل داری کے ساتھ ساتھ عشق ومحبت رسول ﷺ کا ایک نشہ ہے، جسے نصیب ہو جائے۔ اسی نشہ اور صدق وصفاء کی کاوش ہے کہ برابر یہ قافلہ بڑھتا جارہا ہے اور اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے الحمدللہ! ہر اٹھتا قدم منزل کے قریب کر رہا ہے اور منزل مراد بڑی پرکشش اداؤں کے ساتھ قریب تر ہو رہی ہے۔ ختم نبوت کے اس پلیٹ فارم کو جو کامیابیاں آئینی طور پر نصیب ہوئیں، انہیں ایک نظر اپنے تصور میں لائیں اور اس کام کے لئے آگے بڑھیں کہ یہ نیکی اور خالصتاً نیکی کا کام ہے۔

تمام رفقاء حضرات مقامی مبلغین کے ساتھ رابطہ کر کے اپنی اولاد، اپنے عزیزوں سمیت اس کی رکنیت کی جدوجہد میں شریک ہو کر ایک ریکارڈ قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق، رفیق فرمائیں۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

موت العالِم موت العالَم

ملک کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ خیر المدارس ملتان کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ۱۸؍فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات ۹۰ سال کی عمر میں نشتر ہسپتال ملتان میں خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے تلمیذ خاص اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے فرزند نسبتی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ اسی روز رات ۹ بجے قلعہ کہنہ قاسم باغ اسٹیڈیم ملتان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ آپ کی نماز جنازہ میں ملک بھر سے اکابر علماء، صلحاء اور طلباء کے علاوہ لاکھوں افراد نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا خواجہ خلیل احمد، حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی خالد محمود، قاری فیض اللہ چترالی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا محمد قاسم، محمد انور رانا، الحاج محمد وسیم غزالی ودیگر راہنماؤں نے مولانا عزیز الرحمن جالندھری سے اظہار تعزیت کیا اور آپ کی علمی وتدریسی خدمات کو شاندار خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی وفات سے پیدا ہونے والا خلاء پُر ہونا مشکل ہے۔ آپ اس پُرفتن دور میں اکابر واسلاف کی نشانی تھے۔ مرحوم نے اپنے پسماندگان میں چھ بیٹے، تین بیٹیاں اور ہزاروں طلبا سوگوار چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے، آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔ آمین۔

کامیاب اُستاذ کی صفات

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم

تعلیم وتدریس ایک مقدس ومعزز اور قابل احترام منصب ہے جس کے لئے کچھ شرائط اور آداب ہیں، جن کا جاننا اور ان کی عملی مشق کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے کسی فن کو سیکھنے کے لئے اس کی عملی مشق ضروری ہوتی ہے۔ فن تدریس کے لئے ذوق، فطری صلاحیت اور اس منصب کے تقاضوں کی ادائیگی کے لئے توجہ، محنت اور مشقت کی ضرورت ہے تاکہ اسے سیکھنے والا ایک معلم کامل بن کر نکلے اور اس میں ایک کامیاب استاذ کی صفات اور خصائص موجود ہوں، جس سے اس کے تجربہ میں مزید اضافہ ہوتا رہے، نیز جب وہ تدریس کے میدان میں قدم رکھے تو طلباء اس سے مستفید ہوں اور وہ خود بھی علمی اور روحانی لذت محسوس کر سکے۔ تعلیم وتدریس ایک مقدس منصب ہے جو سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ صفات میں سے ایک صفت اور فرائض نبوت میں سے ایک فریضہ ہے۔ ارشاد باری ہے:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۔" (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: "اللہ نے احسان فرمایا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہی میں سے پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی باتیں اور وہ تو پہلے سے صریح گمراہی میں تھے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا، وَلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان تخییر امرأتہ لا یکون طلاقاً)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے معلم بنا کر بھیجا، آپ نے فرمایا: "انما بعثت معلما"... "مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے..." آپ پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی اس میں علم اور تعلیم ہی کا ذکر تھا۔

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (۲) اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ (۳) الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (۵)۔"

(سورۃ علق)

ترجمہ: "اے پیغمبر آپ اپنے اس رب کا نام لے کر قرآن پڑھیے جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے، آپ قرآن پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی، اس نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تمام صفات عالیہ موجود تھیں جو ایک معلم کامل میں مطلوب ہیں، آپ کمال علم، خلق عظیم، اُسوۂ حسنہ اور کمال شفقت اور رحمت جیسی صفات کے ساتھ موصوف تھے۔

اسی بنا پر جو عالم دین قرآن کریم یا کسی شرعی علم کی تدریس کا کام سرانجام دے رہا ہے، وہ اس صفت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کر رہا ہے، لہٰذا اسے یہ جاننا چاہیے کہ وہ ایک سعادت مند انسان ہے اور اسے یہ سعادت مندی مبارک ہو۔ ان شرعی علوم میں سے ایک علم عربی لغت بھی ہے جو قرآن کریم کی زبان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اور شریعت اسلامیہ کی زبان ہے۔ چوں کہ تعلیم وتربیت کے ذریعہ استاذ کے اثرات شاگردوں پر پڑتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت کے لئے معلم اور مربی بنا کر بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ"

(النساء:۱۱۳)

مزید فرمایا:

"وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔"

(القلم:۴)

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعلیٰ اور کامل معلم تھے، ایسا باکمال معلم نہ آپ سے پہلے کسی نے دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی نے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ صفات میں کمال علم، عظیم حکمت، اعلیٰ اخلاق، شاگردوں کے ساتھ شفقت ورحمت، ان کی تعلیم وتربیت کے لئے نہایت عمدہ اور مفید اسالیب کا استعمال اور ان کی خبرگیری جیسے صفات اپنے کمال کی انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے۔ اس لئے جو

معلم اور استاذ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بننا چاہے اور فن تدریس میں کمال تک پہنچنے کا خواہش مند ہو تو اُسے چاہیے کہ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات وکمالات جو اس میدان سے متعلق ہیں، معلوم کرے اور پھر ان صفات میں آپ کے نقش قدم پر چلے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب:۲۱)

اب میں اختصار کے ساتھ چند ایسی صفات کا ذکر کروں گا جو ایک کامیاب استاذ اور مدرّس کے لئے ضروری ہیں اور ضمناً ان کی مثالوں کی طرف اشارہ کرتا جاؤں گا، کیوں کہ میرے سامنے اس وقت دورۂ حدیث سے فارغ ہونے والے فضلاء ہیں اور یہ مثالیں اُن کے ذہنوں میں ابھی تروتازہ ہیں، اس لئے کہ وہ حال ہی میں احادیث پڑھ کر فارغ ہوئے ہیں۔ وہ صفات مندرجہ ذیل ہیں:

۱:... علم میں کمال:

معلم کامل کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے فن میں پوری مہارت رکھتا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور سکھائیں آپ کو وہ باتیں جو آپ نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے۔" (النساء)

کامیاب اُستاذ کی صفت یہ ہے کہ وہ امکانی حد تک علم میں کمال رکھتا ہو، خصوصاً اُس مضمون اور فن میں جس کے پڑھانے کی ذمہ داری اس پر ڈالی گئی ہے، کیوں کہ استاذ کو جس مضمون میں جتنی مہارت اور دسترس ہوگی اتنا ہی زیادہ وہ طلباء کو فائدہ پہنچا سکے گا۔ لہٰذا متعلقہ مضمون میں کمال حاصل کرنے کے لئے استاذ کو چاہیے کہ وہ ۱: اس مضمون کی بنیادی کتابیں ہمیشہ اپنے زیر مطالعہ رکھے۔ ۲: جو کتاب اُسے پڑھانی ہے اسے بار بار دیکھے۔ ۳: دوران مطالعہ اگر کسی عبارت یا کسی مسئلہ کے سمجھنے میں دقت پیش آئے تو اپنے استاذ سے مراجعت کرے۔ ۴: اگر اپنا استاذ نہ ہو تو اُس مضمون کے کسی ماہر استاذ سے رجوع کرے، اس سے پوچھے، اس کے ساتھ مذاکرہ کرے اور اس میں شرم محسوس نہ کرے، کیوں کہ علم حاصل کرنے میں شرم نہیں۔

۲:... فصاحت وبلاغت:

کامیاب معلم کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ فصیح اللسان ہو اور جو مضمون پڑھائے طلباء کو ذہن نشین کرادے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشک افصح العرب تھے اور جامع کلمات کے مالک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے جوامع الکلم کی صفت عطا کی گئی ہے۔" یعنی آپ کے الفاظ مبارک کم اور ان کے معانی زیادہ ہوتے تھے۔ نیز آپ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، جو بھی اسے سنتا اسے سمجھ لیتا اور بوقت ضرورت ایک بات کو تین بار دہراتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ایک ایک بات آج امت کے پاس محفوظ ہے۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بحیثیت معلم کامل صفات بیان کرتے ہوئے آپ کے انداز گفتگو کے بارہ میں فرماتی ہیں:

"کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایسرد الکلام کسردکم، ولکن اذا تکلم تکلم بکلام فصل، یحفظہ من سمعہ۔" (الفقیہ والمتفقہ للخطیب:۲/۱۲۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے لیکن آپ جب گفتگو فرماتے تو ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، جو بھی اسے سنتا وہ اسے یاد کرلیتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"انہ کان اذا تکلم بکلمۃ اعادھا ثلاثاً، حتی تفھم عنہ۔" (بخاری:۱/۱۲۹)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو (بوقت ضرورت) اسے تین بار دُہراتے تاکہ سننے والے اسے اچھی طرح سمجھ جائیں۔

۱: لہٰذا ایک کامیاب استاذ کے لئے فصیح وبلیغ ہونا ضروری ہے، جس زبان میں وہ طلباء کو پڑھا رہا ہے اس زبان پر اسے دسترس ہونی چاہئے تاکہ وہ اپنے مافی الضمیر اور کتاب کے مضمون کو فصیح و بلیغ انداز میں طلباء کے سامنے پیش کرسکے، جس سے ایک معمولی صلاحیت رکھنے والا طالب علم بھی اسے سمجھ سکے۔ ۲: دوران تدریس وہ زبان استعمال کرے جو سامنے بیٹھنے والے طلباء کی ذہنی سطح کے مطابق ہو، نہ ان کی سطح سے اتنا اونچی ہو کہ ان کی سمجھ سے بالاتر ہو اور نہ اتنا نیچی کہ استاذ عوامی سطح پر اتر آئے۔ ۳: گفتگو میں ایک ربط اور ترتیب ہو، ٹھہر ٹھہر کر بولے، جلدی نہ کرے تاکہ سننے والا اُستاذ کے ہر ہر جملہ کو سنے اور سمجھ جائے۔ ۴: اگر مضمون ایسا ہو جس میں جملوں کو دُہرانے اور بار بار کہنے کی ضرورت ہے تو انہیں بار بار دُہرائے، خصوصاً جب عربی زبان کا مضمون ہو۔

۳:... اسالیب اور انداز تعلیم:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کمال اور خوبی یہ تھی کہ آپ تعلیم میں مختلف طریقے اور اسلوب استعمال فرماتے تھے اور سامعین کا خیال فرماتے اور ان کے عقلی معیار کے مطابق گفتگو فرماتے اور مختلف علمی مضامین کے اعتبار سے اسلوب بدلتے رہتے۔

غرض یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم میں وہ تمام اسالیب اختیار فرمائے جو مفید سے مفید ہوسکتے ہیں اور آج کے اس ترقی کے دور میں اس سے بہتر کوئی علمی ادارہ نیا اسلوب نہیں

پیش کرسکا۔

لہٰذا کامیاب استاذ کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ تدریس کے مختلف اسالیب اور انداز سے واقف ہو اور یہ جانتا ہو کہ کس فن کو کس طرح پڑھایا جاتا ہے اور خصوصاً اس فن کو جسے وہ پڑھا رہا ہے اور یہ بھی جانتا ہو کہ مضمون بدلنے یا طلباء کی ذہنی سطح اور استعداد کے مختلف ہونے سے اسلوب کس طرح بدلا جاتا ہے۔ یہ مستقل موضوع ہے جس پر ایک مستقل رسالہ لکھا جاسکتا ہے۔ یہاں اختصار کے ساتھ چند اسالیب کا ذکر کیا جاتا ہے:

الف:... نصوص اور عبارات کا یاد کرانا:

بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں جن کی نصوص اور عبارات کا یاد کرنا اور ان کے الفاظ کی حفاظت کرنا ضروری ہوتا ہے، جیسے قرآن کریم کی آیات اور ماثور دعائیں۔ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا انداز یہ تھا کہ آپ منبر پر بیٹھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے قرآن کریم یا ماثور دعاؤں کا ایک ایک جملہ پڑھ کر سناتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے سن کر دُہراتے اور اُسے یاد کرتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

”کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعلّم الناس التشھد علی المنبر کما یعلّم المکتب الصبیان۔“

(الفقیہ والمتفقہ للخطیب:۲/۱۴۴)

ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو تشہد اس طرح سکھاتے تھے جیسے استاذ مکتب والے بچوں کو سبق یاد کراتا ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یُعلّمنا الاستخارہ فی الامر کما کان یعلمنا السورۃ من القرآن۔“ (جامع مسانید الامام الاعظم للخوارزمی:۱/۳۸۵)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دعاء استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جس طرح آپ ہمیں قرآن کی سورۃ سکھاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

”ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یعلّمھم الدعاء کما یعلّمھم السورۃ من القرآن، یقول: قولوا: اللّٰھم انی اعوذبک من عذاب جھنم، واعوذبک من عذاب القبر، واعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال، واعوذبک من فتنۃ المحیا والممات۔“

(مسند احمد بن حنبل:۴/۲۷)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح ان کو قرآن کریم کی سورۃ سکھاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے: کہو: اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، میں قبر کے عذاب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، مسیح دجال کے فتنہ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنہ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

تعلیمی میدان میں جن مضامین کی عبارات اور نصوص کا یاد کرنا ضروری ہوتا ہے اس کے لئے یہی اسلوب زیادہ مناسب اور مفید ہے، جیسے آج بھی اسکولوں میں پہاڑے اور گنتی یاد کرائی جاتی ہے۔

ب:... تعلیم بذریعہ سوال وجواب: تعلیم کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ استاذ ایک طالب علم کو سب طلباء کے سامنے کھڑا کرے اور اس سے سوال کرے اور وہ طالب علم سب طلباء کے سامنے اس کا جواب دے یا استاذ دو طالب علموں کو کھڑا کرے جن میں سے ایک دوسرے سے سوال کرے اور دوسرا اسے جواب دے۔ اس انداز تعلیم میں طلباء کو تعلیم پر توجہ زیادہ رہتی ہے اور اس سے ان کے دلوں میں تعلیم کا شوق اور ولولہ پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں طلباء اپنی آنکھ، کان اور فکر کے ساتھ متکلم کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوجاتے ہیں، جس سے وہ علمی مضمون دل میں اچھی طرح بیٹھ جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے کسی اہم مسئلہ کی تعلیم کے وقت عموماً یہ انداز اختیار فرماتے تھے، جیسے عقائد اور مغیبات وغیرہ کی تعلیم کے وقت، جس کی مثال جبریل علیہ السلام کی وہ مشہور حدیث ہے جس میں ایمان، اسلام، احسان اور علامات قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔ روایت میں ہے کہ ایک نوجوان ایک طالب علم کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا، صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے، وہ نوجوان باادب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متصل سامنے بیٹھ گیا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کے بارے میں چند سوالات کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوابات دیئے، صحابہ رضی اللہ عنہم یہ سارا منظر دیکھ اور سن رہے تھے اور اس سے مستفید ہو رہے تھے۔ اس کے سوالات یہ تھے:

سوال: آپ مجھے بتائیں کہ اسلام کیا ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے اگر تو وہاں جانے کی استطاعت رکھتا ہے۔

سوال: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں کہ ایمان کیا ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر،

اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور تم ایمان لاؤ اچھی اور بُری تقدیر پر۔

سوال: آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں کہ احسان کیا ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح بجالاؤ کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو یہ خیال کرلو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

سوال: قیامت کب آئے گی؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے تم پوچھ رہے ہو وہ سائل سے زیادہ اس بارے میں نہیں جانتا۔

سوال: آپ مجھے قیامت کی علامات بتائیں؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ باندی اپنے مالک کو جنے گی اور تم ایسے لوگوں کو دیکھو گے جو ننگے پاؤں، ننگے بدن، غریب اور بکریاں چرانے والے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لمبی لمبی عمارتیں بنانے لگیں گے۔

یہ آنے والا طالب علم آپ سے سوال وجواب کے بعد مجلس سے اُٹھ کر چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جانتے ہو یہ کون ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا: اللّٰہ و رسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبریل (علیہ السلام) ہیں، وہ اس لئے آئے تھے تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں غور کریں:

”انّہ جبریل اتاکم یعلمکم دینکم۔“

کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے صحابہ کو دین سکھانے کے لئے ”سوال وجواب“ کا انداز اختیار کیا، جس سے معلوم ہوا کہ سیکھنے سکھانے کا یہ اسلوب اور انداز بہت ہی قابل عمل اور مفید ہے۔

ج:... **تعلیم بذریعہ عمل:** اسلام کی زیادہ تر تعلیمات عمل سے تعلق رکھتی ہیں، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تعلیمات کو عملاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے پیش فرماتے تھے اور صحابہ کرامؓ آپ کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کر آپ کی اتباع کرتے تھے، چنانچہ جب نماز فرض ہوئی اور اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا حکم نازل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً صحابہؓ کے سامنے نماز ادا کی اور فرمایا: صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔ تم اسی طرح نماز ادا کرو، جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔ اسی طرح جب حج کی فرضیت اس آیت مبارکہ:

”وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا“ (آل عمران:۹۷)

کے ذریعہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی پر بیٹھ کر مناسک حج ادا کئے تاکہ ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ویسا ہی عمل کرے جیسے آپ عمل فرمارہے ہیں اور آپ نے اعلان فرمایا: ”خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ۔“ یعنی اپنی عبادت کے طریقے مجھ سے سیکھ لو۔ احادیث میں اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں اور عملی احکام کو سکھانے کے لئے یہی کامیاب طریقہ ہے اور جدید علمی اداروں میں عملی مضامین میں یہی اسلوب اختیار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام اور علماء اُصول کے ہاں تواتر عملی ایک اہم شرعی دلیل شمار کی جاتی ہے۔

د:... **تعلیم بواسطہ قول وعمل:** اس کی صورت یہ ہے کہ متعلقہ مضمون کی عبارت اور نصوص کے معانی اور مطالب کو پہلے اس طرح بیان کردیا جائے کہ سب طلباء اس کو اچھی طرح سمجھ جائیں، اگر اس کا تعلق عمل سے بھی ہو تو پھر استاذ ان کے سامنے اسے عملاً پیش کرے۔ اس انداز تعلیم سے طلباء کے لئے علم اور عمل دونوں کا سیکھنا بہت ہی آسان ہوجاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیات سیکھ لیتے تو اس وقت تک بعد والی دس آیات نہ سیکھتے جب تک ان دس آیات پر عمل کرنا نہ سیکھ لیتے۔“ (المستدرک للحاکم:۱/۵۵۷)

ر:... **تعلیم بذریعہ اقرار وارشاد:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی مسلمان کو کوئی کام کرتا دیکھتے اگر وہ صحیح ہوتا تو اسے برقرار رکھتے اور اگر صحیح نہ ہوتا تو صحیح بات کی طرف اس کی راہنمائی فرماتے جیسے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سفر کی حالت میں سخت سردرات میں گرم پانی نہ ملنے کی وجہ سے غسل جنابت کے بجائے تیمم کرلیا اور نماز پڑھی اور آپ نے ان کو اس پر برقرار رکھا۔

س:... **تعلیم بذریعہ مشورہ اور مناقشہ علمی:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم وتربیت اس طرح بھی فرماتے تھے کہ مسلمانوں کو کسی درپیش مسئلہ میں جس میں ابھی تک کوئی حکم بذریعہ وحی نازل نہ ہوتا صحابہؓ کے سامنے حل کے لئے پیش فرماتے، قرآن کریم نے بھی آپ کو اس کا حکم دیا تھا ”آپ ان سے مشورہ کرتے رہیے۔“ اس معاملہ میں صحابہ کرامؓ اپنی اپنی رائے کا اظہار فرماتے اور آپ آخر میں جو صحیح رائے ہوتی اس کی تائید فرماتے یا صحیح رائے کی طرف راہنمائی فرماتے۔ اس طرح آپ نے صحابہ کرامؓ کو عملی تربیت اس بات کی دے دی کہ آئندہ امت کو درپیش مسائل کا حل اس طرح نکالیں۔ اسی کو قرآن کریم نے ایک اصول اور قاعدہ کے طور پر یوں بیان فرمادیا ہے ”اور ان کے معاملات آپس میں مشورے سے طے ہوتے ہیں“۔ مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مسلمانوں کو ایک مسئلہ یہ درپیش ہوا کہ نماز کے وقت مسلمانوں کو مسجد میں کس

طرح بلایا جائے؟ آپ نے صحابہ کی مجلس میں یہ معاملہ پیش فرمایا: غور وفکر شروع ہوا، کسی نے گھنٹی بجانے کا مشورہ دیا، بعض نے ناقوس بجانے کا اور بعض نے آگ وغیرہ جلانے کا، لیکن آپ نے یہ کہہ کران آراء کو مسترد کردیا کہ یہ غیر مسلموں کے شعار ہیں آخر میں جب حضرت عبداللہ بن زیدؓ اور دوسرے صحابہؓ نے خواب میں موجودہ اذان سنی تو آپ نے اسے برقرار رکھا اور فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور حق ہے۔

۴۔تعلیم میں نقشہ اور تختۂ سیاہ کا اِستعمال:

بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں جن کو سمجھانے کے لئے تختۂ سیاہ اور نقشہ کی ضرورت پڑتی ہے، جس کے ذریعہ بعض حقائق کا طلباء کو سکھانا آسان ہوجاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض معنوی حقائق کو سمجھانے کے لئے یہ انداز بھی اختیار فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع خط کھینچا۔ پھر اس مربع کے درمیان میں ایک خط کھینچا پھر اس درمیانے خط کے دونوں جانب چھوٹے چھوٹے خط کھینچے اور ایک خط مربع خط کے باہر کھینچا۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ سب نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ درمیانہ خط انسان کی مثال ہے اور اس کے دائیں بائیں چھوٹے چھوٹے خطوط وہ عوارض ہیں جو اُسے زندگی میں پیش آتے ہیں، اگر ایک سے چھوٹ گیا تو دوسرا پکڑ لیتا ہے اور جو مربع خط ہے یہ اس کی اجل ہے اور اس کے ساتھ جو خط باہر جارہا ہے، وہ اس کی اُمیدیں اور آرزوئیں ہیں۔ (مسند امام احمد:۵/۲۳۷)

۵۔تعلیم بذریعہ ضرب المثل:

کسی معنوی اور غیر محسوس حقیقت کو سمجھانے کے لئے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اُستاذ طلباء کے سامنے اس کی ایک حسی مثال پیش کرے اور پھر اس معنوی حقیقت کو اس پر قیاس کرکے طلباء کے اذہان کے قریب کردے۔ کتب حدیث میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ یہاں اُن میں سے ایک مثال ذکر کی جاتی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے اور بُرے ہم نشین اور ساتھی کے اثرات کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اچھے ہم نشین اور بُرے ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے مُشک بیچنے والا اور بھٹیارہ۔ پس مُشک بیچنے والا یا تو تمہیں مُشک پیش کرے گا یا تم خود اس سے مُشک خریدلوگے یا (کم ازکم) اس کے پاس سے خوش بو آتی رہے گی اور بھٹیارہ یا تو تمہارے کپڑے جلادے گا یا (کم ازکم) اس سے بدبو تمہیں پہنچے گی۔" (متفق علیہ)

۶۔سوال کے ذریعہ اذہان کو مشغول کرنا:

تعلیم کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ استاذ پڑھاتے وقت طلباء کے سامنے ایک یا ایک سے زائد سوال پیش کرکے سب کے اذہان کو مشغول کردے تاکہ وہ جواب سوچیں، پھر ان سے جواب سنے۔ اگر جواب صحیح ہے تو ان کی تصویب کرے، وگرنہ صحیح جواب کی طرف ان کی راہنمائی کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم میں یہ اسلوب بھی اختیار فرماتے تھے، خصوصاً جب کسی کا امتحان لینا مقصود ہو۔ نیز اس انداز سے طلباء میں سوچنے اور حقائق میں غور وفکر کرنے کی عادت پڑتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کا گورنر اور قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے سوال کیا کہ لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کیسے کروگے؟ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے تفصیلی جواب دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جواب سن کر ان کی تصویب فرمائی اور اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ تعلیم وتدریس کے ان اسالیب کے علاوہ اور بھی مختلف انداز ہیں جن کا تعلق تعلیم کے اعلیٰ مراحل سے ہے، اس لئے اُن کو یہاں ذکر نہیں کیا گیا، لہٰذا عربی کے اساتذہ کرام کو چاہیے کہ مذکورہ بالا اسالیب میں سے جو اسلوب بھی مناسب سمجھیں اسے موقع ومحل اور مخاطب کے اعتبار سے استعمال میں لائیں۔

۷۔درس کی تیاری:

عربی پڑھانے والے اساتذہ کرام اگر چاہتے ہیں کہ وہ کامیاب مدرس بنیں اور طلباء ان سے خوب فائدہ اٹھائیں تو انہیں چاہیے کہ ہر سبق پڑھانے سے پہلے اسے خوب دیکھیں اور اچھی طرح اس کا مطالعہ کریں، اگر کسی عبارت یا لفظ میں طباعت کی غلطی دیکھیں تو اسے درست کردیں اور پڑھاتے وقت طلباء سے بھی وہ غلطی درست کرالیں۔ نیز سبق پڑھانے سے پہلے سبق کا مکمل نقشہ ذہن میں بنالیں کہ آپ اسے کس طرح طلباء کو پڑھائیں گے۔

تنبیہ:

یاد رہے کہ کتابوں میں بھی کاتب کی غلطی سے (جو عموماً غیر علماء ہوتے ہیں) یا حروف جوڑتے وقت یا ٹائپ کرتے وقت بعض آیات کریمہ، اسی طرح احادیث شریفہ یا کسی عبارت میں طباعت کی غلطیاں رہ جاتی ہیں، لہٰذا ایسی اغلاط کو بجائے اس کے کہ مصنف کی طرف منسوب کرکے اسے تحریف کا مرتکب قرار دیا جائے، جو کہ ایک مؤمن کی دیانت کے خلاف ہے، بلکہ اُسے دُرست کرلینا چاہیے۔ خصوصاً جب کہ وہ عالم ثقہ، باعتماد اور اہل علم میں مسلّم شخصیت بھی ہو۔

(جاری ہے)

من گھڑت اور غیر معتبر روایات

بنیادی عوامل اور ان کے سدِّباب کی راہیں

مفتی طارق امیر خان، متخصص فی علوم الحدیث، جامعہ فاروقیہ کراچی

شریعتِ غرّاء میں احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مصدرِ ثانی کی اساسی حیثیت حاصل ہے، جس میں نقب زنی سے حفاظت کا انتظام عہدِ رسالت کی ابتدا ہی سے کردیا گیا تھا اور یہ صیانت وحفاظت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا نتیجہ تھی:

"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ". (الجامع الصحیح للبخاري: باب إثم من كذب على النبي ﷺ ۱/۳۳، رقم الحديث: ۱۰۷، ت: محمد زهير بن الناصر، دار طوق النجاة بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ)

ترجمہ: "جس نے مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"

جاں نثار صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہردَم خوفزدہ رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور ہمہ وقت اُن کی نگاہوں کے سامنے رہتا تھا۔ صحابہؓ کی اسی کیفیت کو علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اِن لفظوں میں بیان کیا ہے:

"سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان محافلِ صحابہ میں اتنی شہرت اختیار کرگیا تھا کہ آج بھی کتبِ حدیث میں سو سے زائد ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام محفوظ ہیں، جن سے یہ روایت مسنداً (سند کے ساتھ) منقول ہے۔"

(اللآلي المصنوعة، ص: ۳۵، ت: محمد عبد المنعم رابع، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۸ھ)

اگر ان تمام طرق اور روایات کو بنظرِ غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہمہ گیری میں اپنی نظیر نہیں رکھتا، کیونکہ جہاں ابتدائے نبوت کی خفیہ مجالس میں اس حدیث کی سرگوشیاں تھیں، وہاں اکمالِ نبوت یعنی خطبہ حجۃ الوداع کے عظیم اجتماع میں بھی اسی اعلان کی گونج تھی۔ جہاں عشرہ مبشرہ اس روایت کو نقل کررہے ہیں، وہاں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے عام و خاص بھی اس کو دُہرا رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں جس طرح یہ ارشاد زبان زدِ عام تھا، صحابیات رضی اللہ عنہن کی مجالس بھی اس فرمان سے مزین تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد کا اثر تھا کہ جب ذخیرۂ احادیث میں من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایات کے ذریعے رخنہ اندازی کی مذموم کوششیں شروع ہوگئیں تو محدثین کرام نے احادیث کے صحت وسُقم کے مابین "اسناد" کی ایسی خلیج قائم کردی، جس کی مثال اُممِ سابقہ میں ملنا محال ہے۔ محدثین کرام نے احادیث کو خس و خاشاک سے صاف کرنے کے لئے یہی "میزان الاسناد" قائم کی، جس کے نتیجے میں حدیث کے مبارک علوم وجود میں آتے رہے۔ ضعیف اور کذاب راویوں پر مستقل تصانیف کی گئیں۔ انہی متقدمین علماء نے کتب العلل میں ساقط الاعتبار (غیرمعتبر) احادیث کو واضح کیا۔ علماء متاخرین نے بھی باقاعدہ مشتہرات (زبان زدِ عام روایات پر مشتمل کتابیں) ساقط الاعتبار اور من گھڑت روایات پر کتابیں لکھیں۔ چنانچہ ہر زمانے میں احادیث کا ذخیرہ محفوظ شاہراہ پر گامزن رہا، غرض یہ کہ روئے زمین پر جہاں کہیں اسلام کا سورج طلوع ہوا ہے وہ حدیث کے محافظین خود ساتھ لایا ہے۔

پاک وہند میں ساقط الاعتبار اور من گھڑت روایات اوراُن کا سدِّباب:

اگر ہم اپنے خطے برصغیر پاک وہند کا جائزہ لیں تو موضوعات کی روک تھام میں سرفہرست علامہ ابو الفضل الحسن بن محمد صاغانی لاہوریؒ" کا نام نظر آتا ہے۔ آپ ۵۷۷ھ لاہور (پاکستان) میں پیدا ہوئے اور حدیث ولغت کی دیگر خدمات کے ساتھ خودساختہ روایات پر دوگراں قدر کتابیں لکھیں:

۱- الدُرُّ المُلْتَقَط في تَبْيِين الغَلَط.

۲- موضوعات الصَّغاني.

من گھڑت اور غیرمعتبر روایات کے بنیادی عوامل:

پاک وہند میں من گھڑت اور باطل روایات کا مطالعہ بہت سے سوالات کو جنم دیتا ہے، جن میں یہ نکتہ بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ برصغیر پاک وہند میں وہ کون سے قدیم بنیادی طبقات ہیں، جو یہاں خود ساختہ روایات کی ترویج میں راہ ہموار کرتے رہے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں سب سے قدیم تحریر علامہ صاغانیؒ ہی کی ملتی ہے، جس سے ہمیں بڑی حد

تک اس مسئلے کے جواب میں رہنمائی ملتی ہے۔چنانچہ علامہ صاغانیؒ "الدُّرُّ الْمُلْتَقَط" (الدّرّ الملتقط بحوالہ مجلہ "فکر ونظر"، ص:۶۷، خصوصی اشاعت ربیع الأول-شعبان ۱۴۲۲ھ، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الأقوامی، اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان) میں اپنی تصنیف کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقد كثُرتْ في زَمانِنا الأحاديث الموضوعةُ، يرويها القصاصُ على رُؤوس المَنابِر والمجالِس، ويذكُرُ الفُقَراءُ والفُقَهاءُ في الخَوانِق والمَدارِس، وتَداوَلَتْ في المَحافِل، واشْتُهِرَتْ في القَبائِل، لِقلَّةِ مَعْرِفَةِ النَّاسِ بعِلْمِ السُّنَن، وانْحِرافِهِم عن السُّنَن."

اس عبارت میں امام صاغانیؒ نے موضوعات اور غیر معتبر روایات کی اِشاعت میں ملوث چند عوامل کا ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

۱:...... قصہ گو برسرِ منبر اور مجالس عامہ میں من گھڑت روایتیں بیان کرتے تھے، ایسے ہی جاہل صوفیا، اور جاہل فقہاء کی مجالس بھی ان باطل مرویات سے پُر تھیں۔

۲:...... اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ یہ خود ساختہ عبارتیں ملّت اسلامیہ کے ہر طبقے اور قبیلے میں رواج پاتی رہیں اور یہی کلام مجالس کی زینت بنتا رہا، بالآخر موضوعات کی یہ گرم بازاری پورے معاشرے میں سرایت کرگئی۔

۳:...... اس شرعی انحطاط کا باعث صرف معرفتِ حدیث سے دوری تھی۔

وضاعین کی اقسام اور ان کے مذموم مقاصد:

علامہ صاغانیؒ کا گزشتہ اقتباس ہماری قدیم خستہ حالی کی جیتی جاگتی تصویر ہے، جس میں مذکور طبقات ہمارے سابقہ سوال کا اجمالی جواب ہیں۔

مزید وضاحت کے لئے ہم علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے اس مقدمے (الآثار المرفوعة، ص: ۲۴، دار الكتب العلمية، بيروت) کو بہت ہی معاون پاتے ہیں، جس میں انہوں نے حدیث گھڑنے والوں کی اغراض و مقاصد بتاتے ہوئے انہیں کئی اقسام پر تقسیم کیا۔ ان اقسام سے ہم بخوبی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں وہ کون سے حلقے، افراد اور گروہ ہیں، جن کے ہاں موضوع روایات کا ایک بڑا ذخیرہ جنم لیتا رہا ہے، بالفاظ دیگر یہ روایات انہیں کے راستے سے مشہور ہوئیں:

۱- زنادقہ:

ان کا مقصد اُمت میں رطب ویابس پھیلا کر شریعت کو مسخ کرنا ہے۔ علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے اس عنوان کے تحت پاک وہند کے "فرقۂ نیچریہ" اور اُن کے گمراہ کن عقائد کا ذکر کیا ہے، آپ نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ فرقہ نصوصِ شرعیہ میں تحریف (تبدیلی) لفظی ومعنوی کا مرتکب رہا ہے۔

۲- مؤیدینِ مذاہب:

دوسری قسم اُن افراد کی ہے جنہوں نے اپنے مذہب اور موقف کی تائید میں روایتیں گھڑیں۔ اس عنوان کے تحت علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے حدیث میں خوارج کے طریقۂ واردات کو بیان کیا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ بعض خوارج نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے کہ ہم نے اپنے موقف اور رائے کو ثابت کرنے کے لئے بہت سی احادیث گھڑی ہیں۔

یہاں برصغیر پاک وہند میں موجود اہلِ ہوا اور بدعتیوں کا ذکر بھی برمحل ہے، جنہوں نے اس خطے میں بہت سی مُحدَثات (دین میں نئی باتیں ایجاد کرنا) اور بدعات کو سند جواز فراہم کی اور اپنی اختراعات کے ثبوت میں من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایتوں کا سہارا لیا۔

۳- اصلاح پسند افراد:

تیسرا طبقہ اُن افراد کا ہے جنہوں نے لوگوں کی اصلاح کے خیال سے ترغیب و ترہیب کی احادیث گھڑیں۔ اس میں علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے ایک دلچسپ مثال بیان کی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ پاک و ہند کے بعض اصلاح پسند لوگوں نے تمباکو نوشی سے زجر و وعید پر مشتمل احادیث وضع کی ہیں، پھر موصوف نے اس مضمون پر مشتمل وضاعین کی آٹھ ایسی روایتیں لکھیں۔ جو سب کی سب جعلی ہیں۔

۴- طبقۂ جہلاء:

چوتھی قسم اُن لوگوں کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہر اَمرِ خیر، اقوال زرین وغیرہ کا انتساب جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ معتبر سند کے بغیر اس طرح انتساب کرنا ہرگز جائز نہیں۔

۵- اہلِ غلو:

ایک قسم اُن لوگوں کی ہے جو عقیدت ومحبت میں اِفراط وغلو کا شکار ہوجاتے ہیں اور اہل بیت، خلفائے راشدین، ائمہ کرام اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے باطل اور بے اصل مضامین مشہور کردیتے ہیں۔

۶- واعظین:

چھٹا طبقہ ان قصہ گو واعظین کا ہے جو جعلی غرائب زمانہ سُنا کر عوام سے دادِ تحسین وصول کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ رہا کہ یہی طبقات اور افراد خطہ ہند و پاک میں حدیث کی جعل سازی کا بیڑا اٹھائے رہے ہیں، بلکہ اس تفصیل کے بعد ہم بصیرت سے یہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ہمارے گردوپیش ایسی بہت سی ہم

معنی باطل احادیث پھیلی ہوئی ہیں جو بلا تردد انھیں خاص طبقات کی مذموم کوششوں کا نتیجہ ہے۔

پاک و ہند میں تکاسل حدیث اور اس کے اسباب:

اگر چہ برصغیر پاک و ہند میں زبان زد عام روایات کی تنقیح بجا طور پر ہوتی رہی ہے لیکن پھر بھی یہ سوال جواب کا مستحق ہے کہ پاک و ہند میں افراد اُمت عام طور پر احادیث میں صرف سطحی ذہن رکھنے والے ہیں اور اکثر احادیث کی چھان بین کو خاطر میں نہیں لایا جاتا، آخر حدیث کے عنوان سے مزاجوں میں مداہنت اتنی مدغم کیوں رہی ہے؟

تلاش بسیار کے بعد پاک و ہند کی قابل فخر شخصیت علامہ عبدالعزیز فرہاروی (۱۲۳۹ ھ) کی عبارت میں اس معمہ کا حل مل گیا۔ علامہ عبدالعزیز فرہاروی نے "كوثر النبي وزلال حوضه الروي" (كوثر النبي وزلال حوضه الروي في معرفة الموضوعات)، ص: ۱۰۸، المخطوط، نسخه العلامة عبد الله الولهاري (۱۲۸۳ ھ) میں ایک مقام پر بعض ایسی کتب تفسیر، کتب زہد اور کتب اوراد وغیرہ کا تذکرہ کیا جن میں مقدوح اور غیر معتبر احادیث بھی ہیں، پھر ان کتابوں میں موجود ساقط الاعتبار احادیث کے اسباب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" والسبب أنه قلّ اشتغالهم بصناعة الحديث، وأنهم اعتمدوا على المشهور في الألسنة من تحسين الظن بالمسلم وأنهم انخدعوا بالكتب الغير المنقحة الحاوية للرطب واليابس، وأنه لم يبلغهم وعيد التهاون في رواية الحديث، وأيضاً منهم من يعتمد على كل ما أسند من غير قدح وتعديل في الرواة".

"(ان کتب میں رطب و یابس احادیث کی) وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں کے مصنفین فن حدیث سے کم اشتغال رکھتے ہیں اور مسلمان سے حسن ظن رکھتے ہوئے زبان زد عام روایتوں پر بھروسہ کر لیتے ہیں (حالانکہ ایسا اعتماد صرف ماہر فن پر ہی کیا جا سکتا ہے، نہ کہ حدیث میں کم اشتغال رکھنے والے پر) اور یہ مصنفین رطب و یابس پر مشتمل غیر منقح کتابوں سے دھوکے میں پڑ جاتے ہیں اور (ان کے بارے میں یہی حسن ظن ہے کہ) ان مصنفین کو حدیث نقل کرنے میں تہاون (حقیر سمجھنا) کی وعید نہیں پہنچی ہوگی اور بعض مصنفین سند کے راویوں کی جرح و قدح دیکھے بغیر ہر سند والی روایت پر اعتماد کر لیتے ہیں۔"

اسباب تکاسل کا جائزہ:

دراصل علامہ عبدالعزیز فرہاروی نے جن کتب حدیث و تفسیر وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے، یہ کتب برصغیر میں متداول اور مُروّج ہیں اور ان کتابوں کے مؤلفین کی جلالت اور علو شان بلا شبہ مُسلّم ہے، لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان مؤلفین کا فن حدیث میں اشتغال ناقص رہا ہے، چنانچہ صاحب کتاب کی یہ کمزوری عوام میں بھی سرایت کرتی رہی اور احادیث موضوعہ معاشرے میں پھیلتی رہیں۔ بہر حال ذیل میں ہم مولانا عبد العزیز فرہاروی کے بیان کردہ نکات اور ان سے ماخوذ نتائج کا جائزہ لیتے ہیں۔

فن حدیث میں اشتغال کی کمی:

ان مصنفین کی تالیفات میں رطب و یابس روایات کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان مؤلفین نے علوم حدیث سے ایسا اشتغال نہیں رکھا، جس سے ان میں اُصول حدیث کے مطابق حدیث کے ردّ و قبول کا ملکہ اور اسے پرکھنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی، حتی کہ ہمارے زمانے میں بھی مختلف تالیفات اس بات کی متقاضی ہیں کہ ان کے مؤلفین احادیث کے معاملے میں محض تحویل (حوالہ دینا) پر اکتفاء نہ کریں بلکہ حسب ضرورت اس بات کا پورا اطمینان حاصل کریں کہ یہ حدیث معتبر سند سے ثابت ہے۔

محض حسن ظن کی بنا پر روایات پر اعتماد:

ان کتابوں میں باطل اور بے اصل روایتوں کے شیوع کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان مصنفین کے نفوس قدسیہ ہر مسلم کے بارے میں حسن ظن رکھتے تھے اور زبان زد عام روایتوں کو حسن ظن کی بناء پر بلا تحقیق قبول کر لیتے تھے۔

واضح رہے کہ اس مقام پر مولانا عبد الحی لکھنوی نے لکھا ہے کہ حدیث میں اعتماد کا مدار صرف ماہرین فن ہیں، چنانچہ اگر کوئی شخص صناعتِ حدیث میں مہارت نہیں رکھتا ہو تو ایسے شخص پر بلا تحقیق حسن ظن سے اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ (الآثار المرفوعة، ص: ۱۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

تہاون حدیث پر وعید سے ناآشنائی:

ان کتب میں قابل ردّ مواد کی تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ حضرات تہاون حدیث (یعنی روایت حدیث میں پوری احتیاط سے کام نہ لینا) کی وعیدوں سے واقف نہیں ہوں گے۔ بلاشبہ ان حضرات کی علو شان اسی حسن ظن کی متقاضی ہے، البتہ اس تہاون سے اجتناب کی اہمیت اپنی جگہ ہے، خاص طور پر عوامی حلقوں میں اس کی ضرورت بڑھ جاتی ہے کہ ملت اسلامیہ کا ہر فرد یہ محسوس کر رہا ہو کہ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات ہرگز منسوب نہ کروں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو، تا کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً...... کا مصداق بننے سے بچ جاؤں، ورنہ یہی تہاون نہ صرف غیر مستند روایات کو

پھیلانے میں کام آتا ہے بلکہ اِن روایتوں کو تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔

تحقیق کا فقدان:

ان تالیفات میں جو احادیث مُسنَد (سند والی روایات) تھیں، ان میں اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ فنِ جرح وتعدیل کی روشنی میں اس کا جائزہ لیا جائے۔ تاکہ قابلِ احتراز روایتیں ظاہر ہوجاتیں۔

ایک اہم فائدہ:

اگر ہم بھی اپنے گردوپیش کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ علم الروایہ (علمِ حدیث) میں ہماری منتہی صرف سندِ حدیث پاتا ہے، اس کے بعد ہم کسی چیز کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، حالانکہ صاحب کتاب سند بیان کرکے ایک حد تک اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجاتا ہے، اب اگلا مرحلہ ہم سے متعلق ہے کہ ہم حسبِ ضرورت، متقدمین اصحاب تخریج اور ائمہ علل کی جانب رجوع کریں اور روایات کے قابلِ تحمل (روایت لینا) ہونے کا پورا اطمینان حاصل کریں۔

حاصل کلام:

سابقہ اسباب تکاسل خطۂ پاک وہند میں موضوعات کی اشاعت اور ان کی ترویج میں انتہائی مؤثر رہے ہیں، بلکہ اگر ان اسباب کے سدِباب کے لئے اکابرین کے طرز پر عملی اقدامات جاری رکھے جائیں تو کافی حد تک اس ساقط الاعتبار ذخیرے کی روک تھام ہوسکتی ہے۔

من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایات کے سدِّباب میں علماءِ پاک وہند کی خدمات:

سابقہ اقتباسات سے ہمیں من گھڑت روایات کی اشاعت میں ملوث بہت سے گروہوں اور طبقات کا بخوبی علم ہوجاتا ہے، اس کے علاوہ ان کی اغراض، افکار اور طریقہ کار بھی وضاحت سے سامنے آگیا، لیکن واضح رہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا کہ عمائدین اُمت نے اس فتنے کے سدِ باب کے لئے اپنی خدمات پیش نہ کی ہوں بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ برِصغیر پاک وہند پر ایسے شب وروز بھی آئے ہیں، جن میں سیادتِ حدیث کا تاج علماءِ برِصغیر کے سر رہا ہے، چنانچہ علامہ زاہد الکوثریؒ فرماتے ہیں:

”دسویں صدی ہجری کے نصف آخر میں جب کہ علمِ حدیث کی سرگرمیاں ماند پڑ گئی تھیں، برِصغیر میں یہ سرگرمیاں عروج پر تھیں۔“

(مقالات الكوثري، ص: ٦٧، دار السلام، مصر، الطبعة الثانية ١٤٢٨ھ)

گویا کہ یوں کہنا چاہیے کہ اس وقت عالمِ اسلام کی سربراہی کی سعادت برِصغیر کو حاصل رہی ہے، بہر حال یہاں ہم پاک وہند کے اُن چند مشہور مشائخ کا مختصر تذکرہ کریں گے، جنہوں نے زبان زدِ عوام و خواص روایات کی حقیقت واضح کی اور ذخیرۂ احادیث میں تنقیح کی خدمات انجام دیں۔

۱-امام رضی الدین ابو الفضائل الحسن بن محمدؒ (المتوفی ۵۷۷ھ)

آپ کی تالیف ”الدُّرُّ المُلْتَقَط“ اور ”رسالة موضوعات الصَّغاني“ کا شمار فنِ ہٰذا کے اوّلین مصادر میں ہوتا ہے۔ مشتہرات پر مشتمل شاید ہی کوئی کتاب موصوف کے اقوال سے خالی ہو۔

۲-ملک المحدثین علامہ محمد طاہر صدیقی پٹنیؒ (المتوفی ۹۸۶ھ)

آپ نے اس فن میں ”تذکرة الموضوعات“ اور ”قانون الموضوعات“ لکھیں، بلاشبہ مشتہرات کا یہ مجموعہ ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳-امام علامہ سید محمد بن محمد حسینی زبیدی الشہیر بمرتضیٰ (المتوفی ۱۲۰۵ھ)

آپ نے ”إتحاف السّادة المُتَّقِين“ میں ”إحياء علوم الدين للغزالي“ کی احادیث پر تخریج وتشریح میں محدثانہ شان کا مظاہرہ کیا

وضو کا بچا ہوا پانی

حدیث کی تقریباً تمام کتابوں میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو سے فارغ ہونے کے بعد وضو کا بچا ہوا پانی نوش فرمالیتے تھے۔ نیز یہ بھی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استنجا کے بعد اپنے تہبند کے رومال پر پانی کے چھینٹے ڈال لیتے تھے۔ علماءِ حدیث نے ان دونوں سنتوں کی حکمت بیان کرتے ہوئے مختلف توجیہات ذکر فرمائی ہیں، لیکن حضرت والد صاحبؒ فرماتے تھے کہ ان روایات کی جو توجیہ احقر نے حضرت شیخ الہندؒ سے سنی ہے وہ ذوقی اعتبار سے سب سے زیادہ لطیف ہے۔ اس توجیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ وضو اعضاء ظاہری کی طہارت ونظافت حاصل کرنے کا ایک عمل ہے اور جس طرح طہارت ظاہری مطلوب ہے، اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ اہمیت کے ساتھ باطن کی صفائی اور طہارت بھی مطلوب ہے۔ چنانچہ وضو سے فراغت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو عمل مسنون قرار دیئے جن سے طہارت باطنی کی طرف اشارہ مقصود ہے اور ان دو اعمال سے طہارت باطنی کا تعلق یہ ہے کہ تمام باطنی رذائل اور معصیتوں کا سرچشمہ انسان کے دو اعضا ہیں۔ ایک منہ یا زبان اور دوسرے شرمگاہ، جیسا کہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”من يضمن لي مابين لحييه وما بين رجليه اضمن له الجنة“... جو شخص میرے سامنے اپنی دو چیزوں کو (معصیت سے محفوظ) رکھنے کی ضمانت دے دے، میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ ایک وہ چیز جو اس کے جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان اور دوسرے وہ چیز جو اس کی ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ)۔ چنانچہ وضو کے بعد بچا ہوا پانی پی کر اور زیر جامہ چھینٹے مار کر معصیت کے ان ہی سرچشموں کی طہارت کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے۔ (البلاغ اشاعت خصوصی ص: ۲۲۷، ۲۲۸)

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

ہے، اہل علم طبقہ بالخصوص پاک و ہند میں اس سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔

۴-امام عبدالعزیز بن احمد فرہاروی(المتوفی ۱۲۳۹ھ)

آپ نے تقریباً ۴ ہزار موضوع اور زبان زد عام روایتوں پر مشتمل مجموعہ تیار کیا ہے، فی الحال یہ مخطوط ہے۔ آپ کے بارے میں مولانا موسیٰ خان روحانی بازیؒ فرماتے ہیں کہ اگر میں اس بات پر قسم کھاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے سرزمین پنجاب کو جب سے وجود بخشا ہے، ان جیسی کسی دوسرے شخصیت نے یہاں جنم نہیں لیا تو میں حانث نہیں ہوں گا۔ (رسعة الكامل السامي في شرح المحصول والحاصل للحامي، ص: ۲۲۷، مكتبة مدينة بلاهور باكستان، الطبعة الخامسة ۱۴۱۴ھ)

۵-علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنویؒ(المتوفی ۱۳۰۴ھ)

آپ کی شخصیت اور حدیثی خدمات محتاج تعریف نہیں ہے، اس فن میں آپ نے "الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة" کے نام سے یادگار چھوڑی ہے۔

۶-حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی"(المتوفی ۱۲۸۰ھ/۱۳۶۲ھ)

آپ امراض امت کی پہچان اور اس کے علاج میں ذہنی بصیرت رکھتے تھے، آپ نے پاک و ہند میں متداول من گھڑت اور بے اصل روایتوں کا سد باب عملاً بھی کیا اور عوام کو بھی اس سے اجتناب کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ بہشتی زیور، حصہ دہم میں یہ عنوان قائم کیا ہے: "بعضی کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نقصان ہوتا ہے۔" اس عنوان کے تحت ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"دعا گنج العرش اور عہد نامہ یہ دونوں کتابیں اور بہت سی ایسی ہی کتابیں ایسی ہیں کہ ان کی دعائیں تو اچھی ہیں، مگر ان میں جو سندیں لکھی ہیں اور ان میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے لمبے چوڑے ثواب لکھے ہیں وہ بالکل گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔" (بہشتی زیور: ص: ۴۰۷، حصہ دہم، دارالاشاعت، ایم اے جناح روڈ، اردو بازار کراچی)

اسی طرح حضرت تھانویؒ اس بات سے بھی بخوبی واقف تھے کہ سلوک و تصوف کی مجالس میں ایک معتد بہ تعداد بے اصل روایتوں کی ہیں، چنانچہ آپ نے "التَّشَرُّف بِمَعْرِفَة أحاديث التَّصَوُّف" میں ایسی بہت سی روایات پر روایتی اور درایتی پہلوؤں سے بحث کی ہے، جو درجۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔

ایک اہم التماس:

یہ مختصر اور محدود مقالہ اس کی مزید گنجائش رکھنے سے قاصر ہے کہ ہم اکابرینِ پاک و ہند کی متعلقہ موضوع میں تاریخی خدمات سے تفصیلی بحث کریں، البتہ اگر کوئی فرد علامہ عبدالحی الحسنیؒ کی تصنیف "نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر" کو سامنے رکھ کر ان محدثین کرام کی خدمات کو جمع کرے، جنہوں نے باطل اور من گھڑت روایتوں کا تعاقب کیا ہے تو یہ کام نہ صرف ہماری اسلاف کے منہج کی جانب رہنمائی کرے گا بلکہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے اُن مخطوطات کی جانب بھی رہنمائی کرے گا جو آج دیمک اور گرد و غبار سے تحلیل ہوتے جا رہے ہیں۔ بلاشبہ نت نئی تحقیقات، شروحات، تسہیلات وغیرہ ناگزیر تالیفات ہیں، لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ آج جن مخطوطات کو ہم محفوظ کر سکتے ہیں، کل ان کا نام "مفقودات زمانہ" کی فہرست میں شامل کر دیا جائے۔ ☆☆

سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر مرکزیہ، محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صاحبزادی اور سابق نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی زوجہ محترمہ طویل علالت کے بعد ۲۱ رفروری بروز اتوار رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ اگلے روز بعد نماز ظہر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر محترم، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان نے پڑھائی، جس میں مولانا سید محمد سلیمان یوسف بنوری، مولانا امداد اللہ، مولانا محمد انور بدخشانی و دیگر اساتذہ جامعہ بنوری ٹاؤن اور مفتی مزمل حسین کاپڑیا، مولانا مفتی خالد محمود، قاری فیض اللہ چترالی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد قاسم، محمد انور رانا، منظور احمد میو ایڈووکیٹ، الحاج محمد وسیم غزالی اور سینکڑوں کی تعداد میں علماء، صلحاء، طلبا اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا خواجہ خلیل احمد، حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی و دیگر مرکزی رہنماؤں نے مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی، مولانا طلحہ رحمانی، مفتی حذیفہ رحمانی اور حافظ محمد اسامہ سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے، ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ضلع اٹک کے اسی، نوے دیہات وقصبات پر مشتمل مجموعہ کو علاقہ چھچھ کہتے ہیں جو دریائے سندھ کے کنارے پر واقع ہے۔ چھچھ میں اس کثرت سے علماء و مشائخ پیدا ہوئے کہ اس کو اس علاقہ کا "بخارا" قرار دیا گیا۔ علاقہ چھچھ کا مرکزی شہر "حضرو" ہے جو آج کل ضلع اٹک کی تحصیل کا ہیڈکوارٹر ہے۔ حضرو کے ایک گاؤں کا نام "بہبودی" ہے۔ چھچھ سے فاتح ہند جناب محمود غزنویؒ معروف مسلمان حکمران گزرے ہیں۔ آپ کے ساتھ جو کارواں تھا ان میں پختون قبائل کا ایک قبیلہ "یوسف خیل" بھی تھا۔ اس یوسف خیل قبیلہ کے جداعلیٰ نے یہاں "بہبودی" میں رہائش رکھ لی اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اس قبیلہ میں آگے چل کر نامور عالم دین، بزرگ رہنما، صوفی کامل، مرشد مخدوم، معقول ومنقول کے متبحر، فاضل زمانہ، یادگار اسلام شخصیت پیدا ہوئی جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیمل پوری تھا۔ اس زمانہ میں آج کے "اٹک" کا نام "کیمل پور" تھا، اس مناسبت سے حضرت مرحوم کو کیمل پوری کہا جاتا تھا، یہ نام سن کر حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے فی البدیہہ فرمایا تھا کہ مولانا عبدالرحمٰن کیمل پوری نہیں، یہ کامل پورے ہیں، چنانچہ اس دن سے آپ مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری کے نام سے موسوم ہوئے۔ حضرت مولانا کامل پوری جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور، خیر المدارس ملتان اور ڈابھیل میں بھی حدیث شریف پڑھاتے رہے۔ حضرت تھانویؒ سے آپ کو خلافت بھی عنایت ہوئی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے چار صاحبزادے تھے۔ حضرت مولانا عبیدالرحمٰنؒ، حضرت قاری سعید الرحمٰنؒ، حضرت حاجی محمد الرحمٰنؒ اور حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ۔ مولانا عبیدالرحمٰنؒ اور حاجی محمد الرحمٰنؒ برطانیہ کے شہر شیفیلڈ میں رہتے تھے۔ مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی کے بانی و مہتمم تھے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری کے قیام سہارن پور کے دوران ۱۹۳۹ء میں وہیں پیدا ہوئے۔ مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اور حضرت مولانا محمد اسعد اللہ کے دور اور نورانی ماحول میں مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے آنکھ کھولی۔ بڑے ہوئے تو انہی حضرات کے زیر سایہ مظاہر العلوم میں ابتدائی تعلیم کا آغاز کیا۔ پاکستان میں اپنے والد گرامی کے ساتھ جامعہ خیر المدارس ملتان، دار العلوم ٹنڈو الہ یار خان، جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تعلیم حاصل کی، پھر جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے پاس "تکمیل" کے لئے تشریف لائے۔ "تکمیل" کی تعلیم کیا "مکمل" کی کہ "کامل پوری" کا صاحبزادہ "مکمل طور" پر اپنے "تکمیل" کے استاذ حضرت شیخ بنوریؒ کا "کامل جانشین" بن گیا۔ زہے نصیب! دنیا لائے اس کی کوئی مثال.....!

حضرت بنوریؒ نے تکمیل کے بعد حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں معاون مدرس اور معاون مفتی مقرر فرمادیا۔ یہاں سے حضرت مفتی صاحبؒ کے علمی و عملی سفر کا آغاز ہوا۔ کس تیزی کے ساتھ آپ نے یہ سفر کیا اور کس طرح اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر اپنے اکابر کی توقعات پر پورا اترے کہ ابھی تھوڑا وقت نہیں گزرا کہ حضرت بنوریؒ نے حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کو اپنا "متبنیٰ بیٹا" بنالیا، پھر چشم فلک نے یہ بھی دیکھا کہ آپ نے حضرت مفتی صاحب کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ کا نائب مہتمم بنادیا۔ دنیا نے اس نظارہ کو بھی ملاحظہ کیا کہ مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کو شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے تجربہ، تمام اساتذہ کی مشاورت، دعاؤں اور استخاروں کے بعد "حیاً میتاً" اپنا جانشین قرار دیا۔

حق تعالیٰ شانہ نے حضرت بنوریؒ کے انتخاب کو لاجواب بنادیا کہ مفتی احمد الرحمٰنؒ نے حضرت بنوریؒ کی امانت کا حق ادا کیا۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کو بام عروج تک پہنچایا۔ ملیر، سہراب گوٹھ اور دیگر اکثر و بیشتر شاخیں حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کے عہد اہتمام میں قائم ہوئیں۔ ان کی تمام ترقی حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کی شبانہ روز اخلاص بھری کاوش کی رہین منت ہے۔

حضرت بنوریؒ نے عصر حاضر کے تمام فتنوں کے خلاف کلمہ حق بلند کیا۔ مساجد ومدارس کے تحفظ اور بقاء کے لئے صدائے حق بلند کی۔ ان تمام صفات میں بھی مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ آپ کے حقیقی جانشین ثابت ہوئے کہ آپ نے اپنے دور میں دین اسلام کی سربلندی اور ترویج واشاعت کے خلاف جہاں کسی سمت سے بھی کوئی آواز اٹھی آپ نے پوری توانائی سے اس کا ناطقہ بند کیا۔

حضرت بنوریؒ اپنے وقت میں نامور شیخ طریقت تھے۔ اس خوبی وکمال میں بھی مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ آپ

کے جانشین ثابت ہوئے کہ آپ نے شیخ وقت مولانا عبدالعزیز سرگودھویؒ سے بیعت وسلوک کے مراحل طے کئے۔ پھر حضرت حکیم الامتؒ کے خلیفہ شیخ زمانہ مولانا فقیر محمد پشاوریؒ سے آپ کو خلافت ملی۔ دنیا جانتی ہے کہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے حرمین شریفین کے بکثرت سفر کئے اور وہاں آپ کی عبادت کا انہماک ضرب المثل تھا۔ اس خوبی میں مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ آپ کے جانشین ثابت ہوئے کہ بکثرت حرمین کے نہ صرف سفر کئے بلکہ وہاں عبادت اور لمبی مخلصانہ دعاؤں سے وہ منظر پیش کئے کہ ہم سفر حضرات آج بھی وہ بیان کرتے وقت گلوگیر ہو جاتے ہیں۔ حضرت بنوریؒ جمعیت علماء اسلام کے معاون ومددگار تھے۔ مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے اس صیغہ میں بھی آپ کی جانشینی کا حق ادا کیا کہ جمعیت علماء اسلام کراچی کے عرصہ تک امیر اور برابر اس کی تعمیر وترقی کے لئے کوشاں رہے۔

شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نہ صرف امیر مرکزیہ تھے بلکہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء بھی آپ کی امارت وقیادت میں چلی اور کامیابی سے سرفراز ہوئی۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کو اللہ رب العزت نے یہ اعزاز بھی بخشا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ وترویج کے لئے بھی جانشین کے طور پر آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت بنوریؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنے کے لئے مولانا خواجہ خان محمدؒ کو عالمی مجلس کا نائب امیر مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اب دیکھئے! جب حضرت بنوریؒ کا وصال ہوا تو اس کے بعد سالانہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جنرل کونسل کا اجلاس ۲۷ دسمبر ۱۹۷۷ء کو چنیوٹ میں منعقد ہوا، اس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کو اور نائب امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ کو منتخب کیا گیا، یہ انتخاب تین سال کے لئے تھا، اس اجلاس میں حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اپنی علالت کے باعث تشریف نہ لاسکے تھے۔ تین سال کے بعد پھر انتخابی اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جنرل کونسل کا ۱۸ مارچ ۱۹۸۱ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا، یہ اجلاس حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی زیر صدارت منعقد ہوا، چنانچہ جنرل کونسل کا پہلا اجلاس جو حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی صدارت میں منعقد ہوا، اس میں شرکاء اجلاس نے نائب امیر منتخب کرنے کا حضرت خواجہ صاحبؒ کو اختیار دے دیا، آپ نے اگلے لمحہ اعلان کر دیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ ہوں گے، چنانچہ جنرل کونسل کے اجلاس کے چار ماہ بعد ۹ راگست ۱۹۸۱ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ملتان دفتر میں اجلاس ہوا، اس میں حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ پہلی بار بطور نائب امیر کے شریک ہوئے۔

اس اجلاس کے تین فیصلے ایسے ہیں جن کی نسبت سو فیصد یقین سے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی طرف کی جانی چاہئے:

۱.....یہ کہ کراچی میں مجلس کا دفتر ایم اے جناح روڈ بالمقابل ریڈیو اسٹیشن تھا، اس عمارت کا نام سائرہ منزل تھا۔ وہ عمارت خاصی پرانی ہوگئی تو دفتر وہاں سے موجودہ جگہ مسجد باب الرحمت پرانی نمائش میں منتقل ہو چکا تھا۔ یہ مسجد اور اس کے ساتھ عمارت بھی خاصی پرانی تھی، گزارہ تو مجبوری سے ہو رہا تھا لیکن دفتر کی ضروریات کے لئے قطعاً ناموزوں تھی۔ آج کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ اس مسجد کی تعمیر جدید کی جائے، دفتر لائبریری کے لئے خوبصورت نقشہ منظور کرایا جائے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آج کی موجودہ مسجد باب الرحمت اور موجودہ دفتر کی کوہ قامت عمارت کی تعمیر میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ (جوان دنوں کراچی مجلس کے ناظم تبلیغ تھے)، جناب عبدالرحمٰن یعقوب باواؒ (جوان دنوں کراچی مجلس کے ناظم اعلیٰ تھے) ان سب حضرات کا بہت بڑا کردار ہے لیکن کبھی نہ اس حقیقت کو فراموش کیا جاسکے گا کہ ان تمام حضرات کی قیادت وسیادت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ فرما رہے تھے جو اس وقت مرکزی نائب امیر اور کراچی مجلس کے امیر تھے۔ آپ کی قیادت میں متذکرہ حضرات نے کام کا آغاز کیا اور شیخین کریمین مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ اور مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے سرپرستی فرمائی تو یہ عالمی مجلس کراچی کا دفتر اور مسجد کا موجودہ منظر امت کو دعوت نظارہ دینے لگا۔

۲.....اس ۹ راگست ۱۹۸۱ء کے اجلاس میں ہی موجودہ امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا رکن منتخب کیا گیا۔ اس کی نسبت بھی یقیناً حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی طرف کرنا عین انصاف ہے۔

۳.....اس اجلاس میں مسلم کالونی چناب نگر مسجد ومدرسہ کی تعمیرات جو جاری تھیں ان کی توسیع وترقی کے فیصلے کئے گئے۔ ان میں ایک فیصلہ یہ بھی تھا کہ چناب نگر میں سالانہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کی داغ بیل ڈالی جائے۔ ۹ راگست ۱۹۸۱ء کو یہ فیصلہ ہوا کہ ۷ ستمبر ۱۹۸۱ء کو ختم نبوت کانفرنس مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر منعقد کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ حکومت نے اس وقت کے رفقاء کرام مولانا خدا بخش شجاع آبادیؒ اور دوسرے حضرات کو پیشکش کی کہ آپ بجائے مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن پر یہ اجتماع منعقد کرنے کے مسلم کالونی اپنی مسجد ومدرسہ میں منعقد کرلیں۔ ان حضرات نے حضرت مولانا تاج محمودؒ اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ سے مشورہ لیا، دونوں حضرات نے فرمایا کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس حکومتی پیشکش کو قبول کرلیں، چنانچہ یہ ۷ ستمبر ۱۹۸۱ء کو مسلم کالونی چناب نگر میں ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس بغیر کسی تیاری کے منعقد کی گئی۔ قرب وجوار میں جو اعلان ہوا، نزدیک کے بھی بہت سارے حضرات

آ گئے، خوب رش ہوگیا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مولانا عبدالقادر اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے اور عصر تک دعائے خیر ہوگئی۔ یہ اجلاس ایک متبادل تجویز کے طور پر منعقد ہوا، لیکن اگلے سال ۱۹۸۲ء کی پہلی ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے لئے بنیاد کا درجہ حاصل ہوگیا، چنانچہ ۲۵ مئی ۱۹۸۲ء کو عالمی مجلس کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں فیصلہ کیا گیا کہ سالانہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ۶؍ستمبر کو مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد کی جائے۔

قارئین! دیکھئے کہ اس امر (فیصلہ نمبر۳) کو میں نے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے حوالہ سے اس لئے بیان کیا ہے کہ اس اجلاس میں سالانہ پہلی ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی تیاری کے لئے جو سب سے پہلی استقبالیہ تجویز ہوئی اس کے صدر کے لئے مولانا محمد اشرف ہمدانی مرحوم اور سیکریٹری کے لئے فقیر راقم کا نام حضرت مولانا احمد الرحمٰنؒ نے تجویز فرمایا تھا، جس کی پورے ہاؤس نے تائید فرمائی۔ فقیر راقم کو ان دنوں مجلس کے بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کرنے کا ڈھنگ بھی نہ آتا تھا، حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کی ذرہ نوازی نے ایک لمحہ میں کہاں سے کہاں پہنچادیا! دیکھئے! حضرت مرحوم پر سوانحی مضمون لکھتے لکھتے کس طرح اپنی مدح سرائی پر آ کر تان توڑی ہے، اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ لیکن اپنے محسن ومخدوم کو کوئی بھول سکتا ہے کہ فقیر کی صف اول میں جگہ بنانے کے لئے پہل حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے فرمائی تھی۔ خیر کانفرنس ہوئی لیکن آب وتاب سے اس کانفرنس میں حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ خود بھی تشریف لائے، دوسرے روز ظہر کے بعد کے اجلاس سے خطاب بھی فرمایا، مسجد ومدرسہ اور ان کی تعمیرات کو بھی دیکھا۔

آیئے قارئین! ذرا چلتے ہیں کہ واقعات کی کڑیاں مل جائیں۔ شیخ الاسلام حضرت بنوریؒ کے عہد امارت میں چناب نگر کو کھلا شہر قرار دیا گیا، مساجد ومدارس قائم ہوئے، ان کے سنگ بنیاد کی تقریب کرنا تھی، حضرت بنوریؒ کو اس میں تشریف لانا تھا، بار بار اعلانات ہوئے، تاریخیں مقرر ہوئیں لیکن قدرت کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں کہ حضرت بنوریؒ تشریف نہ لاسکے۔ اب ذرا تاریخ کے تسلسل پر نظر ڈالئے۔ ۱۹۷۴ء میں فیصلہ ہوا، ۱۹۷۵ء میں مجلس نے چناب نگر میں اپنے کام کا آغاز کیا، ۱۹۷۶ء میں مسلم کالونی کی حکومت نے اسکیم منظور کی، مسجد مدرسہ کے لئے عالمی مجلس کو پلاٹ حاصل ہوا۔ یہاں کام کا آغاز ہوا۔ خواہش، کوشش، اعلان واہتمام کے باوجود حضرت بنوریؒ تشریف نہ لاسکے۔ پلاٹ پر کام کا آغاز ہوا، حضرت خواجہ صاحبؒ نے بسم اللہ کرادی، چھوٹے اجتماع کرکے کام آگے بڑھتا رہا۔ آج ساری محنتوں کو ملک بھر کے عوام نے شریک نظارہ ہوکر ملاحظہ کرنا تھا تو حضرت بنوریؒ کے دو جانشین حضرات حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اور حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کو اس مبارک موقع پر قدرت نے قیادت وسیادت سے سرفراز فرمایا۔ یاد ایسے پڑتا ہے کہ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے چناب نگر کی سالانہ پہلی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کیا فرمائی کہ زندگی بھر پھر ناغہ نہیں فرمایا۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی امارت، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی نائب امارت کے دور میں ۲۷ اپریل ۱۹۸۳ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ اس میں قادیانیوں کی غنڈہ گردی جہلم چپ بورڈ فیکٹری سے مسلمان مزدوروں پر فائرنگ، شیخوپورہ میں مولانا عبدالہادی مرحوم پر حملہ، سیالکوٹ میں جناب اسلم قریشی کے اغوا اور دیگر عوامل پر غور وخوض کیا گیا۔

اس اجلاس میں قادیانی غنڈہ گردی کے بیان پر مولانا تاج محمودؒ سخت دل گرفتہ ہوئے تو یہ بات ریکارڈ کا حصہ ہے کہ اس موقع پر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے اجلاس کو حوصلہ دیا۔ حوصلہ کیا دیا بلکہ حضرت بنوریؒ کی جانشینی اور حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی ترجمانی سے ایسے گفتگو فرمائی کہ اسے پورے اجلاس کا ثمرہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ کل جماعتی مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا احیاء کیا جائے۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حکیم عبدالرحمٰن اور جناب ریاض الحسن گنگوہیؒ نے مرکزی مجلس عمل کے احیاء کے لئے جہاں کوشش فرمائی وہاں اندرون سندھ اور بالخصوص کراچی میں اس کا احیاء اور سرپرستی حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے فرمائی۔ کراچی میں ۱۹ اپریل ۱۹۸۴ء کو نشتر پارک میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، اس کا تمام تر انتظام حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے فرمایا۔ مجلس کے تمام رفقاء کو آپ نے سراپا تیاری بنادیا۔ کانفرنس بڑی آب وتاب سے منعقد ہوئی۔ اس کا خطبہ استقبالیہ بحیثیت استقبالیہ کے سربراہ کے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے پڑھا۔ اس کانفرنس سے مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا زاہد الراشدی، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا اسفندیار، مولانا احسان الٰہی ظہیر، مولانا مفتی مختار احمد نعیمی، مولانا محمد لقمان علی پوری اور دیگر حضرات نے حضرت مولانا احمد الرحمٰنؒ کی قیادت وسیادت میں خطاب فرمایا۔ اس سے قبل مجلس کے تحت فیصل آباد، سیالکوٹ، کوئٹہ، حیدرآباد میں کانفرنسیں ہوچکی تھیں، کراچی کی یہ کانفرنس آخری کانفرنس ۲۷ اپریل ۱۹۸۴ء کو راولپنڈی راجہ بازار میں کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس اور اس میں آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کرنے کا پروگرام طے تھا۔ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے مذاکرات کے لئے مجلس عمل کے وفد کو ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو ملاقات کے لئے دعوت دی، چنانچہ یہ وفد حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی سربراہی میں جنرل محمد ضیاء الحق سے ملا۔ اس وفد میں میرے مخدوم وممدوح مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا قاضی اسرار الحق، جناب خاقان بابر، مولانا محمد عبداللہ شہید، مولانا مفتی زین

العابدین، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف شامل تھے۔ اس وفد کے سامنے جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر دستخط کئے۔ پروردگار عالم تیری قدرت کے اپنے فیصلے ہیں، اگر کل ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا تو تب اس کام کی سربراہی کا اعزاز مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو حاصل تھا، آج ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کے جس وفد نے جنرل محمد ضیاء الحق سے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر دستخط کرانے کا اعزاز حاصل کیا ان کے سرخیل مولانا احمد الرحمٰنؒ کی ذات گرامی ہے۔

قارئین! ان تفصیلات کو میں یہاں چھوڑتا ہوں۔

اس آرڈیننس کے بعد مرزا طاہر نے پاکستان سے لندن کے لئے مجرمانہ فرار اختیار کیا۔ اگلے سال یعنی اگست ۱۹۸۵ء کو برطانیہ میں پہلی سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہوئی، اس میں دیگر قائدین کے ساتھ دیکھئے ختم نبوت کانفرنس میں مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ایک جانب مولانا سید اسعد مدنیؒ تھے تو دوسری جانب مولانا احمد الرحمٰنؒ تھے۔ دیانتداری کی بات ہے کہ ختم نبوت کانفرنس کی تیاری وانعقاد میں مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا، مولانا منظور احمد الحسینیؒ، حضرت مولانا یوسف متالا جہاں نمایاں نظر آتے ہیں وہاں جمعیت علماء برطانیہ کی پوری قیادت بھی شریک عمل تھی۔ اس وقت جمعیت علماء برطانیہ کے مولانا عبیدالرحمٰن تھے جو مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے بڑے بھائی تھے اور جمعیت علماء برطانیہ کے روح رواں مولانا مفتی محمد اسلم صاحب تھے جو مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے شاگرد رشید تھے۔ غرض اس دن سے لے کر آج تک سالانہ ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کی کامیابی میں جن حضرات کے وجود مسعود کی برکتوں کا ظہور نمایاں نظر آ رہا ہے ان میں مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ بھی تھے۔

۲۰؍جنوری ۱۹۸۴ء کو عالمی مجلس کے مرکزی رہنما مولانا تاج محمودؒ کے وصال پر مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ فیصل آباد تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ ۱۴؍فروری ۱۹۸۵ء میں مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا ملتان میں وصال ہوا، ان کے جنازہ میں حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ تشریف لائے۔ ۷؍جولائی ۱۹۸۵ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں عالمی مجلس کی مرکزی جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں مولانا خواجہ خان محمدؒ کو امیر مرکزیہ منتخب کیا گیا اور مرکزی نائب امیر کے لئے مولانا احمد الرحمٰنؒ دوسری بار منتخب ہوئے۔ اس اجلاس کی کارروائی میں درج ہے کہ مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ اپنی مصروفیت کی وجہ سے معذرت کے لئے کھڑے ہوئے لیکن سینکڑوں افراد پر مشتمل مرکزی جنرل کونسل نے متفقہ طور پر درخواست کی کہ حضرت آپ ہی نائب امارت قبول فرمائیں۔ ادھر حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اور مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے بھی فرمایا تو حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کی کریم النفسی ملاحظہ ہو کہ ایک لفظ کہے بغیر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو میرے معذرت کرنے کی کیا مجال ہے؟

پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ پہلی ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کے لئے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کا تشریف لے جانا، اس کی کامیابی میں آپ کا اثر ورسوخ اور ذاتی وجاہت نے کافی اثر دکھایا۔ کانفرنس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے لندن میں اپنا ملکیتی دفتر قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی قیادت میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ، حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے اس کے لئے عرب امارات کا دس روزہ دورہ کیا جو انتہائی کامیاب رہا اور لندن دفتر کی خریداری کے لئے خاصی امداد یہاں سے حاصل ہوئی۔ اللہ رب العزت بہت ہی جزائے دیں مولانا خلیل احمد ہزارویؒ، الحاج محمد رفیق صابریؒ اور جناب اشتیاق حسین کو کہ انہوں نے بہت ہی مخلصانہ جدوجہد میں ان اکابر کی تشریف آوری سے بھرپور مدد فراہم کر دی۔ غرض کراچی دفتر سے لندن دفتر تک حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کا قائدانہ کردار ختم نبوت تحریک کا حصہ ہے۔

عالمی مجلس کی مرکزی مجلس شوریٰ کے ۶؍مارچ ۱۹۸۸ء کے اجلاس میں لندن دفتر کے لئے حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی تقرری کی تجویز حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے دی تھی۔ یہ مفتی صاحب تھے! اسے ہر باخبر آدمی جانتا ہے۔ ۱۴؍اکتوبر ۱۹۸۸ء کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر عالمی مجلس کی جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی کارروائی میں جنرل کے ۱۶۸ ممبران نے شرکت فرمائی۔ اس اجلاس کی حاضری میں تیسرے نمبر پر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے دستخط ہیں اور ۱۶۸ یعنی آخری نمبر پر مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے۔ اس اجلاس میں تیسری بار حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ عالمی مجلس کے بالاتفاق نائب امیر منتخب ہوئے۔ اس کے بعد ۲۵؍فروری ۱۹۹۰ء کے مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں شرکت سے حضرت مفتی صاحب نے سرفراز فرمایا۔ اس اجلاس کے ٹھیک گیارہ ماہ بعد ۳۱؍جنوری ۱۹۹۱ء کو کراچی میں واصل بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

وفاق المدارس کی نائب صدارت، پھر ناظم عمومی، سواد اعظم کی تشکیل، سنی محاذ کی صدارت، جامعۃ العلوم الاسلامیہ، جمعیۃ علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت غرض کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں حضرت مفتی صاحبؒ نے حصہ نہ لیا ہو اور پھر قدرت کا کرم یہ کہ جہاں تشریف لے گئے قدرت نے انہیں نمایاں کیا، قیادت سے سرفراز فرمایا۔ وہ بہت بڑی دینی شخصیت حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے صاحبزادہ اور عالم اسلام کی معروف شخصیت حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے جانشین تھے۔ قدرت نے حضرت مفتی صاحبؒ کو واقعی طور پر ان حضرات کے منصب کی وراثت کا اہل بنادیا۔ ☆☆☆

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

قسط:۲۲

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

قانونِ شہادت سے متعلق غامدی صاحب کا نظریہ:

"حدود وتعزیرات" کے بڑے عنوان کے تحت دفعہ:۵ کے ضمن میں قانونِ شہادت کے متعلق اپنے منشور کے ص:۱۸ پر جناب غامدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"شہادت کے معاملے میں بھی یہ حقیقت تسلیم کی جائے کہ حدود وتعزیرات، قصاص و دیت، مالی حقوق، نکاح وطلاق، غرض یہ کہ تمام معاملات میں یہ قاضی کی صوابدید پر ہے کہ وہ کس کی گواہی قبول کرتا ہے اور کس کی گواہی قبول نہیں کرتا، اس میں عورت اور مرد کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ عورت اگر اپنے بیان میں اُلجھے بغیر واضح طریقے پر گواہی دیتی ہے تو اسے محض اس وجہ سے رد نہیں کردیا جائے گا کہ اس کے ساتھ کوئی دوسری عورت یا مرد نہیں ہے اور مرد کی گواہی میں اگر اضطراب وابہام ہے تو اسے محض اس وجہ سے قبول نہیں کیا جائے گا کہ وہ مرد ہے، عدالت اگر گواہوں کے بیانات اور دوسرے قرائن وحالات کی بنا پر مطمئن ہوجاتی ہے کہ مقدمہ ثابت ہے تو وہ لامحالہ اسے ثابت قرار دے گی اور وہ اگر مطمئن نہیں ہوتی تو اسے یہ حق بے شک حاصل ہے کہ وہ دس مردوں کی گواہی کو بھی قبول کرنے سے انکار کردے۔ (منشور، ص:۱۸)"

تبصرہ:.....غامدی صاحب نے اپنے منشور کی مذکورہ عبارت میں واضح طور پر مسلمانوں کے سارے اسلامی احکام اور معاملات کو ججوں کے حوالے کردیا ہے اور ججوں کو کسی شریعت وقانون کا پابند نہیں رکھا، بلکہ سب کچھ ان کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ جج جو کچھ کرنا چاہتا ہے اس کو مکمل اختیار ہے کہ کسی کی گواہی قبول کرے یا رد کرے، گواہ عورت ہو یا مرد ہو کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ غامدی صاحب کی بہت بڑی گمراہی ہے، اس طرح اس نے شریعت مقدسہ کے اصول وقواعد کو معطل کرکے پارہ پارہ کردیا ہے، حالانکہ قاضی مسلمانوں کے اسلامی حاکم کی طرف سے شریعت کے اسلامی فیصلوں پر مقرر ہوتا ہے اور شریعت کے ہر ضابطے کا پابند ہوتا ہے۔ اس کا منصب اتنا حساس ہے کہ وہ غصہ کی حالت میں یا تقضاء حاجت کی ضرورت کی حالت میں یا بھوک وپیاس کی حالت میں فیصلہ نہیں سنا سکتا ہے، کیونکہ ان احوال میں اس کی گرفت شرعی مسئلہ پر مضبوط نہیں ہوتی ہے، مبادا غلط فیصلہ نہ کر بیٹھے۔ قاضی کو شریعت نے قطعاً آزاد نہیں چھوڑا ہے کہ وہ اپنی صوابدید پر فیصلے سنایا کرے، بلکہ اس کو سب سے پہلے قرآن، پھر سنت، پھر اجماعِ امت کے فیصلوں کا پابند بنایا ہے، چنانچہ ترمذی اور ابوداؤد کی روایت اس طرح ہے:

"عن معاذ بن جبل رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعثه إلى اليمن قال: كيف تقضي إذا عرض لك قضاء؟ قال: أقضي بكتاب الله، قال: فإن لم تجد في كتاب الله؟ قال فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فإن لم تجد في سنة رسول الله؟ قال أجتهد برائي ولا آلو، قال: فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم على صدره وقال: الحمد لله الذي وفق رسولَ رسولِ الله لما يرضى به رسولُ الله۔" (رواه الترمذي، باب ماجاء في القاضي كيف يقضي، ج:۳، ص:۶۱۶، ط: داراحياء التراث العربي، بيروت)

"حضرت معاذ بن جبل ﷛ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو (قاضی بناکر) یمن بھیجا تو ان سے پوچھا کہ جب تمہارے سامنے کوئی قضیہ پیش ہوگا تو تم کس طرح فیصلہ کروگے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: میں کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ: تمہیں اگر وہ مسئلہ (صراحۃً) کتاب اللہ میں نہ ملا؟ انہوں نے عرض کیا کہ پھر سنت رسول اللہ (حدیث نبوی ﷺ) کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ فرمایا کہ: اگر تمہیں وہ مسئلہ سنت رسول اللہ (ﷺ) میں بھی (صراحۃً) نہ ملا؟ انہوں نے کہا کہ پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ حضرت معاذ ﷛ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے اپنا دست مبارک اُن کے سینے پر مارا اور فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ (ﷺ) کے قاصد (معاذ ﷛) کو اس چیز کی توفیق عطا کی جس سے اللہ کا رسول (ﷺ) راضی ہوا۔"

اس حدیث سے قاضیوں کے فیصلوں کا ماخذ معلوم ہوا، جس سے ظاہر ہوا کہ قاضی کی اپنی کوئی صوابدید نہیں ہے، وہ اپنے فیصلوں میں قرآن وسنت اور اس کی روشنی میں صحیح اجتہاد اور اجماع امت کا پابند ہے۔ غامدی صاحب نے غلط کہا ہے اور غلط لکھا ہے۔

اب چند حدیثوں کا ترجمہ نقل کرتا ہوں تاکہ معلوم ہوجائے کہ حق کو چھوڑ کر قاضی نے اگر غلط فیصلہ کیا تو دوزخ میں جائے گا۔

۱:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص مسلمانوں کے منصب قضا کا طالب اور خواستگار ہوا، یہاں تک کہ اس نے اس کو حاصل بھی کرلیا اور پھر اپنے فرائض منصبی میں اس کا عدل وانصاف ظلم پر غالب رہا تو وہ جنت کا مستحق ہوگا اور جس قاضی کا ظلم اس کے عدل وانصاف پر غالب رہا تو وہ دوزخ کا سزاوار ہوگا۔ (ابوداؤد، باب فی القاضی یخطی، ج:۳، ص:۳۲۵، ط: دار الکتاب العربی، بیروت)

۲:...... حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک قسم کے تو جنت میں جائیں گے اور دو قسم کے دوزخ میں جائیں گے، پس جنت میں جانے والا تو وہ قاضی ہے جس نے حق کو پہچانا اور پھر حق ہی کے مطابق فیصلہ کیا اور جس نے حق کو پہچانا مگر اپنے فیصلے میں حق سے تجاوز کیا وہ دوزخ میں جائے گا اور جس نے جہالت کی وجہ سے حق کو نہیں پہچانا اور پھر بھی لوگوں کے تنازعات میں (غلط) فیصلہ کیا، وہ بھی دوزخ میں ہے۔" (ابوداؤد، باب فی القاضی یخطی، ج:۳، ص:۳۲۴، ط: دار الکتاب العربی، بیروت)

۳:...... ایک اور حدیث میں ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص لوگوں کے درمیان قاضی مقرر کیا گیا (گویا) اس کو بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔ (ترمذی، باب ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی، ج:۳، ص:۶۱۴، ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ان تمام احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قاضی اپنے فیصلوں میں خود مختار نہیں ہوتا، بلکہ وہ شریعت کے قواعد کا پابند ہوتا ہے، اگر اس نے پابندی نہیں کی اور غلط فیصلے کیے تو دوزخ میں جائے گا۔ اگر حقیقت یہی ہے اور یقیناً یہی ہے تو غامدی صاحب کا یہ کہنا غلط ہے کہ تمام معاملات قاضی کی صوابدید پر ہیں، وہ کسی کی گواہی قبول کرے یا نہ کرے، وہ اس ضابطہ کی پابندی بھی نہ کرے کہ گواہی دینے والا مرد ہے یا عورت ہے، پھر ایک عورت ہے یا دو ہیں، ایک مرد ہے یا دو ہیں، بلکہ خود قاضی کا مطمئن ہونا کافی ہے۔ گویا غامدی صاحب کے نزدیک شریعت کا کوئی ضابطہ اور قانون نہیں ہے، پوری شریعت قاضی کے تابع ہے، قاضی شریعت کا تابع نہیں ہے۔ اس طرح غامدی صاحب نے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کو قاضیوں اور ججوں کے حوالہ کردیا ہے کہ وہ جو کچھ کریں، ان کی مرضی ہے۔ اوپر منشور کی ظاہری عبارت یہی ہے جو سب کے سامنے ہے۔ غامدی صاحب کے دل کو ہم نہیں جانتے کہ ان کے دل میں کیا ہے؟ عبارت کی روشنی میں تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غامدی صاحب شریعت سے منحرف ہیں۔ فقہائے کرام نے تعزیرات میں بے شک قاضیوں کی صوابدید کی بات کی ہے، لیکن غامدی صاحب تو تعزیرات کے بالکل منکر ہیں۔ وہ برہان میں لکھتے ہیں:

"یہ ایک بے معنی بات ہے کہ جرم کے ثبوت اور عدم ثبوت کے درمیان کوئی حالت مانی جائے اور پھر یہ کہا جائے کہ جرم اگر اتنا ثابت ہو تو حد اور اتنا ثابت ہو تو اس پر تعزیر جاری کی جائے گی، عقل سلیم پوری شدت کے ساتھ اسے رد کرتی ہے۔" (برہان، ص:۳۴)

اسی دفعہ کی اگلی عبارت میں غامدی صاحب نے ایک نیا گمراہ کن شوشہ چھوڑا کہ مرد اور عورت کی گواہی میں تعداد کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے، ایک مرد اور دو عورتوں کو مساوی بنانا اور عورت کی گواہی مردوں کے مقابلے میں نصف بتانا یہ ہمارے فقہاء کی غلطی ہے۔ چنانچہ ان کی کتاب برہان میں اس کی وضاحت ہے، وہ پہلے سورۂ بقرہ کی اس آیت کو ذکر کرتے ہیں جس میں مرد اور عورت کی گواہی میں فرق ہے اور پھر اس آیت میں تحریف اور باطل تاویل کرتے ہیں، آیت یہ ہے:

"وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى۔" (البقرۃ:۲۸۲)

ترجمہ: "اور گواہ کرو دو شاہد اپنے مردوں میں سے، پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے کہ جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں، تاکہ اگر بھول جائے ایک (عورت) ان میں سے تو یاد دلادے اس کو دوسری۔"

شیخ الہند رحمہ اللہ ترجمہ کے بعد اس آیت کی مختصر تفسیر میں اس طرح فرماتے ہیں: "اور تم کو چاہیے کہ اس معاملہ پر کم سے کم دو گواہ مردوں میں سے یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنائی جائیں اور گواہ قابل پسند یعنی لائق اعتبار اور اعتماد ہوں۔" (تفسیر عثمانی، ص:۶۱)

قرآن عظیم کی یہ واضح آیت ہے جس میں مرد اور عورت کی گواہی کا معیار بیان ہوا ہے۔ تمام مفسرین

نے اس کی تفسیر میں کوئی شک نہیں کیا اور نہ اس میں شقیں بنا کر اس فرق کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے، نہ محدثین نے مردوں اور عورتوں کی گواہی کے اس فرق کا انکار کیا ہے اور نہ فقہاء کرام نے شہادت کے اس نصاب پر کلام کیا ہے۔ آخر میں غامدی صاحب تشریف لائے تو انہوں نے مغرب اور یورپ کو خوش کرنے کے لیے ان واضح آیات میں اگر چہ مگر چہ اور ایں چنیں و آں چناں شروع کر دیا اور باطل تاویلیں اختیار کیں اور فقہاء کرام پر نا سمجھی کا فتویٰ لگا دیا اور کہا کہ اس آیت سے فقہاء کا استدلال ہمارے نزدیک دو وجوہ سے محل نظر ہے، ایک یہ کہ واقعاتی شہادت کے ساتھ اس آیت کا سرے سے کوئی تعلق ہی نہیں، یہ دستاویزی شہادت سے متعلق ہے۔

(برھان، ص:۲۹)

تبصرہ:..... سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ غامدی کون ہے اور اس کے "نزدیک" کیا ہے؟ جو لکھتا ہے کہ "ہمارے نزدیک" بھائی غامدی صاحب!! آپ اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ آپ کی الگ فقہ ہو اور آپ کی تمام امت کے برعکس کوئی قابلِ احترام رائے ہو، علماء اور فقہاء کی تفسیر و تحقیق کی اتباع کرو، اس پر چلو، بھلائی اسی میں ہے، کیونکہ فقہاء کرام کی تحقیق قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے، غلطی آپ کی ہے۔ فقہاء کو غلط نہ کہو، شاعر نے کہا:

چوں بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نہ ای جانِ من! خطا ایں جا است

یعنی جب اہل اللہ علماء، فقہاء کی بات سنو تو یہ نہ کہو کہ یہ غلط ہے۔ میرے پیارے! بزرگوں کی بات نہ سمجھنا ہی آپ کی بڑی غلطی ہے۔ غامدی صاحب نے یہاں آیت میں یہ تاویل کی ہے کہ اس شہادت کا تعلق دستاویزی شہادت سے ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ دستاویزی شہادت ہو یا واقعاتی شہادت کی آپ کی منطق ہو آخر کار مقدمہ تو عدالت ہی کے پاس جائے گا، وہ وہاں جانچ پڑتال کرے گی کہ نصاب شہادت قرآن و حدیث کے مطابق مکمل ہے یا مکمل نہیں ہے؟ جب معاملہ ایسا ہے تو غامدی صاحب الگ الگ شقیں بنانے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں؟ اور اگر چہ مگر چہ اور ایں چنیں اور آں چناں سے کام کیوں لے رہے ہیں؟ غامدی صاحب دوسری تاویل کر کے لکھتے ہیں کہ: آیت کے موقع و محل اور اسلوب بیان میں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اسے قانون و عدالت سے متعلق قرار دیا جائے، اس میں عدالت کو مخاطب کر کے یہ بات نہیں کہی گئی کہ اس طرح کا کوئی مقدمہ اگر پیش کیا جائے تو مدعی سے اس نصاب کے مطابق گواہ طلب کرو۔ (برہان، ص:۳۰)

تبصرہ:..... میں غامدی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اس آیت میں قرآن مجید کی مخاطب اگر عدالت نہیں ہے تو آپ ہمیں بتائیں وہ کون لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ شرعی قضاء کا حکم دے رہا ہے؟ اور پھر نصاب شہادت کی رہنمائی فرما رہا ہے؟ کیا غامدی صاحب نے اس سے یہ سمجھ لیا ہے کہ یہاں کے دفتر اور آفس کا معاملہ ہے؟ غور کرو! یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کا تعلق خالص عدالت سے ہے، گواہوں کی بات ہے، قاضیوں کو حکم ہے اور پھر نصاب شہادت کے پورا ہونے کی بات ہے۔ اگر مردوں سے یہ نصاب پورا نہیں ہوتا ہے تو پھر دو عورتوں سے اس نصاب کو پورا کیا گیا ہے، پھر اس کی وجہ بھی بتلائی گئی ہے کہ دو عورتیں ایک مرد کے مساوی کیوں ہیں۔ اس میں عورت کی تخلیقی کمزوری کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے، جس کی پوری تفصیل بخاری و مسلم کی اس حدیث میں موجود ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو ناقصات عقل قرار دیا تو عورتوں میں سے ایک ہوشیار عورت کھڑی ہو گئی اور اس نے اس کی وجہ پوچھی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: کیا دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر نہیں ہے؟ عورتوں نے کہا: جی ہاں! اسی طرح ہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: یہ ان کی عقل کی کمزوری کی دلیل ہے۔

(جاری ہے)

اسلامک انسٹیٹیوٹ فار ایجوکیشن میں سیرت مصطفی ﷺ اور تحفظ ختم نبوت پروگرام

کراچی... (حافظ محمد کلیم اللہ نعمان) ۱۷ر فروری بروز بدھ صبح ۱۱ بجے اسلامک انسٹیٹیوٹ فار ایجوکیشن میں سیرت مصطفی ﷺ کے عنوان سے پروگرام منعقد ہوا، جس میں الحمدللہ! ہر جماعت کے طلبا نے حصہ لے کر عقیدۂ ختم نبوت اور سیرت کے عنوان پر تقاریر کیں۔ طلبا میں بہت شوق و ذوق پایا جاتا تھا اور ہر طالب علم خود کو حضور ﷺ کا غلام ثابت کرتے ہوئے ختم نبوت کے مشن سے لگاؤ اور اس کے تحفظ کرنے کا دوسروں کو درس دیتا نظر آ رہا تھا۔ ناظم ادارہ مولانا سید عتیق الحسن الحسینی نے تمام شرکا، طلبا اور ان کے اساتذہ کا شکریہ ادا کیا، جن کی محنت اور کاوشوں سے طلبا میں عظمت رسول کی اہمیت اجاگر ہوئی۔ آخر میں پرنسپل اسکول مولانا سید یوسف حسن طاہر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج مجھے اتنی خوشی ہے کہ میں اس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا، اس پروگرام سے یہ پیغام ملتا ہے کہ اگر ہم اپنے بچوں پر ذرا سی محنت کر لیں تو یہ سب ختم نبوت کے مسئلہ کو سمجھ سکتے ہیں، میری دلی خواہش ہے کہ ملک بھر کے تمام اسکولوں میں ایسے پروگرام منعقد ہوتے رہیں تا کہ اس دور میں ہمارا یہ نوجوان طبقہ بھی دین سے جڑا رہے اور دین کی معلومات اسے حاصل ہوتی رہیں۔ پروگرام کی تیاری میں مولانا محمد زبیر دہلوی اور دیگر رفقاء نے بھرپور تعاون کیا اور نقابت کے فرائض حافظ محمد علی طاہر اور حمزہ نے انجام دیے۔

گُل کراچی بین المدارس تقریری مقابلہ جات

بسلسلہ تحفظ ختم نبوت

جمع وترتیب: مولانا محمد شعیب کمال

الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کے لئے شب و روز سرگرم عمل ہے۔ اس مقصد کے لئے وقتاً فوقتاً ملک بھر میں مختلف نوعیت کے پروگرامز ہوتے رہتے ہیں۔ اسی سلسلے میں کراچی بھر کے دینی مدارس کے طلبا کے درمیان تقریری مقابلے کا انعقاد کیا گیا۔ تقریری مقابلے تین مرحلوں پر تقسیم کیے گئے۔ پہلے مرحلے میں ٹاؤن کی سطح پر مقابلہ ہوا جس میں تقریر کا عنوان ''عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں'' تھا۔ دوسرا مرحلہ ضلعی سطح پر منعقد ہوا جس کا عنوان ''عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام اور امام مہدی علیہ الرضوان'' تھا۔ تیسرا مرحلہ مرکزی مقابلہ ہے جس میں تقریر کا عنوان ''فتنہ قادیانیت اور امت مسلمہ کا کردار'' ہے۔ پہلے اور دوسرے مرحلے کی مفصل رپورٹ درج ذیل ہے:

پہلا مرحلہ: پہلے مرحلے میں ٹاؤن کی سطح پر کراچی کے ۱۶ مقامات پر تقریری مقابلے ہوئے جن میں ۱۱۸ مدارس کے ۲۳۰ طلبا کرام نے حصہ لیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

اورنگی ٹاؤن: ۷؍جنوری ۲۰۱۶ء کو دارالعلوم نعمان بن ثابتؒ (جامع مسجد حنفیہ) میں اورنگی ٹاؤن کے مدارس کے طلبا کے مابین تقریری مقابلہ ہوا، جس میں ۱۔ دارالعلوم نعمان بن ثابت، ۲۔ جامعہ محمودیہ اور ۳۔ مدرسہ عثمانیہ مکی مسجد کے ۵ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی جامعہ بنوریہ عالمیہ، سائٹ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عزیز الرحمٰن تھے۔ میزبان مفتی سجاد احمد اور قاری محمد انور تھے جبکہ منصفین کے فرائض مولانا عمران عثمانی، مولانا نذیر کاغانی اور مولانا احمد شاہ نے انجام دیے۔ پروگرام کے تمام تر انتظامات حلقہ اورنگی ٹاؤن کے کارکنوں نے مولانا محمد وسیم کی نگرانی میں کیے۔ دارالعلوم نعمان بن ثابت کے طالب علم نور اللہ نے پہلی، جامعہ محمودیہ کے امیر حسین نے دوسری اور دارالعلوم نعمان بن ثابت کے محمد یحییٰ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

کیماڑی ٹاؤن: ۷؍جنوری ۲۰۱۶ء کو جامعہ عثمانیہ، شیر شاہ میں کیماڑی ٹاؤن کے مدارس کے طلبا کے مابین تقریری مقابلہ منعقد ہوا، جس میں ۱۔ جامعہ عثمانیہ شیر شاہ، ۲۔ جامعہ شمس العلوم اور ۳۔ مدرسہ معارف القرآن کے ۹ طلبا نے حصہ لیا۔ میزبان قاری محمد عثمان (نائب امیر جمعیت علماء اسلام سندھ) اور نگران ومنتظم قاری صاحب الدین تھے۔ مہمان خصوصی مفتی فیض الحق تھے۔ منصفین کے فرائض مولانا نور الحق، مفتی عبدالرحمٰن اور مفتی عامر علی نے انجام دیے۔ مقابلے کے انتظامات مولانا حضرت حسین، مولانا محمد عارف اور مولانا محمد حامد نے کیے۔ جامعہ عثمانیہ شیر شاہ کے طاہر شاہ نے پہلی، ضیاء الدین نے دوسری اور محمد شاہد نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

بن قاسم ٹاؤن: ۷؍جنوری ۲۰۱۶ء کو مدرسہ اشاعت القرآن محمودیہ میں بن قاسم ٹاؤن کے دینی مدارس کے طلبا کے درمیان تقریری مقابلہ ہوا۔ اس میں ۱۔ مدرسہ شمس الہدیٰ، ۲۔ مدرسہ بدر العلوم، ۳۔ جامعہ بیت العتیق، ۴۔ مدرسہ ابن عباس، ۵۔ جامعہ محمودیہ اشاعت القرآن، ۶۔ جامعہ بیت السلام اور ۷۔ جامعہ محمد بن قاسم کے ۱۲ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مولانا احسن راجہ تھے۔ منصفین کے فرائض مفتی طارق محمود اور مولانا امان اللہ نے انجام دیے۔ مقابلے کے انتظامات مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ اور ان کے ساتھیوں نے کیے۔ جامعہ بیت السلام کے محمد عزیر نے پہلی، محمد طلحہ نے دوسری اور مدرسہ بدر العلوم کے عمر ایاز نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

ملیر ٹاؤن: ۷؍جنوری ۲۰۱۶ء کو مدرسہ اشاعت القرآن محمودیہ میں ملیر ٹاؤن کے طلبا کے درمیان مقابلہ منعقد ہوا، جس میں ۱۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ، ۲۔ مدرسہ امام ابو حنیفہ، ۳۔ جامعہ انوار العلوم اور ۴۔ جامعہ مجیدیہ کے ۹ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مفتی محمد شکیل اور مولانا عبدالرزاق ہزاروی تھے۔ منصفین کے فرائض مفتی طارق محمود اور مولانا امان اللہ نے انجام دیے۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے انتصار الحق نے پہلی، سمیع الحق نے دوسری اور جامعہ انوار العلوم کے محمد حسن نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

لانڈھی ٹاؤن: ۱۴؍جنوری ۲۰۱۶ء کو جامع مسجد طیبہ بلال کالونی میں لانڈھی ٹاؤن کے مدارس کے طلبا کے درمیان مقابلہ منعقد ہوا۔ اس میں ۱۔ مدرسہ

معاویہ تعلیم القرآن، ۲۔ مدرسہ ضیاء العلوم، ۳۔ جامعہ انوار القرآن، ۴۔ مدرسہ تبلیغ الاسلام، ۵۔ جامعہ تحفیظ القرآن، ۶۔ جامعہ ابی ہریرہ، ۷۔ جامعہ کنز العلوم، ۸۔ مدرسہ رحیمیہ اور ۹۔ جامعہ محمد بن قاسم کے ۷ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مولانا محمد یوسف تھے۔ میزبان مولانا نور الرحیم تھے جبکہ منصفین کے فرائض مولانا امان اللہ خان اور مولانا عبدالبر نے انجام دیئے۔ پروگرام کے انتظامات حافظ محمد عبدالوہاب نے کئے۔ جامعہ محمد بن قاسم کے عطاء اللہ نے پہلی، جامعہ انوار القرآن کے طارق جمیل نے دوسری اور سجاد عابد نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

کورنگی ٹاؤن: ۱۴؍جنوری ۲۰۱۶ء کو مدرسہ معہد عثمان بن عفان میں کورنگی ٹاؤن کے طلبا کا مقابلہ ہوا، جس میں ۱۔ جامعہ دارالعلوم کراچی، ۲۔ جامعہ حمادیہ، ۳۔ مدرسہ رحمانیہ، ۴۔ مدرسہ معہد عثمان بن عفان، ۵۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ، ۶۔ جامعہ انوار العلوم اور ۷۔ جامعہ مدینہ کے ۱۴ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مفتی عبدالمنان (نائب مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی) تھے۔ میزبان مولانا نور البشر تھے جبکہ منصفین کے فرائض مولانا عبدالباسط غنی، مولانا عمران حسن اور مولانا محمد شریف نے انجام دیئے۔ پروگرام کے انتظامات حافظ عثمان شاکر نے کئے۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے عطاء الرحمٰن نے پہلی، مدرسہ رحمانیہ کے محمد عاطف مجید نے دوسری اور محمد یوسف نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

گڈاپ ٹاؤن: ۱۴؍جنوری ۲۰۱۶ء کو ادارۃ العلوم الاسلامیہ سہراب گوٹھ میں گڈاپ ٹاؤن کے طلبا کا مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ میں ۱۔ جامعۃ الرشید، ۲۔ جامعہ صدیقیہ، ۳۔ جامعہ دراسات اقبالیہ، ۴۔ مدرسہ ادارۃ العلوم الاسلامیہ، ۵۔ مدرسہ اسلامیہ منبع العلوم، ۶۔ مدرسہ ابوسعید خدری، ۷۔ مدرسہ بیت العلوم الاسلامیہ، ۸۔ جامعہ دارالعلوم قاسمیہ اور ۹۔ جامعہ محمودیہ کے ۱۵ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن (استاذ الحدیث جامعہ بنوریہ) تھے۔ خصوصی شرکت مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ میزبان مولانا محمد قاسم آغا تھے جبکہ منصفین کے فرائض مفتی نصر اللہ احمد پوری، مفتی نجیب اللہ عمر اور مولانا محمد ریاض نے انجام دیئے۔ پروگرام کے انتظامات قاری محمد ظفر اور مولانا محمد شفیق نے ادارۃ العلوم الاسلامیہ کے اساتذہ کے ساتھ مل کر سرانجام دیئے۔ جامعہ صدیقیہ کے محمد فہیم الحسن نے پہلی، جامعۃ الرشید کے محمد حذیفہ نے دوسری اور ادارۃ العلوم الاسلامیہ کے حسین احمد نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

نارتھ ناظم آباد ٹاؤن: ۱۴؍جنوری ۲۰۱۶ء کو مدرسہ امام ابو یوسف، شادمان ٹاؤن میں نارتھ کراچی اور نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کے مدارس کے طلبا کرام کے مابین تقریری مقابلہ ہوا، جس میں ۱۔ دارالعلوم رحمانیہ، ۲۔ مدرسہ امام ابو یوسف، ۳۔ جامعہ احسن الدراسات، ۴۔ دارالعلوم رحمانیہ گودھرا کالونی، ۵۔ جامعہ مدنیہ نیو کراچی، ۵۔ جامعہ انوار القرآن، ۶۔ جامعہ اشرفیہ نارتھ ناظم آباد، ۷۔ مدرسہ حسان بن ثابت، ۸۔ مدرسہ بطحاء اور ۹۔ مدینۃ العلوم کے ۱۷ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مولانا سعد اللہ تھے۔ خصوصی شرکت مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ منصفین مولانا محمد آصف، مفتی عبدالمتین اور مولانا محمد صدیق تھے۔ مولانا محمد انس جلال پوری، مولانا بخت علی شاہ، مولانا محمد سلمان، مولانا محمد زبیر، جناب عرفان شاہ جی اور حلقہ نارتھ کراچی کے احباب نے پروگرام کے تمام تر انتظامات کئے۔ مدرسہ امام ابو یوسف کے محمد ابوبکر نے پہلی، دارالعلوم رحمانیہ کے محمد نوید نے دوسری اور مدرسہ بطحاء کے ظفر اللہ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

گلبرگ ٹاؤن: ۱۴؍جنوری ۲۰۱۶ء کو الاخوان مسجد، دارالعلوم مدنیہ، بلاک ۱۵، دستگیر سوسائٹی میں گلبرگ ٹاؤن اور لیاقت آباد ٹاؤن کے مدارس کے طلبا کے درمیان مقابلہ ہوا۔ اس میں ۱۔ مدرسہ تعلیم الاسلام گلشن عمرؓ، ۲۔ محمدی مدرسہ، ۳۔ مدرسہ عربیہ دارالقرآن، ۴۔ جامعۃ الابرار، ۵۔ مدرسہ زکریا الخیریہ اور ۶۔ جامعہ مدینۃ العلوم کے ۱۶ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی تھے۔ خصوصی شرکت مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ میزبان مولانا عبدالکریم فاروقی تھے جبکہ منصفین کے فرائض مولانا عبدالنعیم، مولانا خرم اور مولانا افضال احمد نے انجام دیئے۔ پروگرام کے انتظامات محمد قاسم کی نگرانی میں حلقہ فیڈرل بی ایریا کے کارکنوں نے کئے۔ مدرسہ گلشن عمرؓ کے عبدالقدوس نے پہلی، مدرسہ زکریا الخیریہ کے محمد امین نے دوسری اور مدرسہ مدینۃ العلوم کے محمد ابراہیم نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

گلشن اقبال ٹاؤن: ۱۴؍جنوری ۲۰۱۶ء کو مدرسہ عربیہ اسلامیہ (شاخ جامعہ بنوریہ عالمیہ) اسکاؤٹ کالونی میں گلشن اقبال ٹاؤن کے مدارس کے طلبا کے درمیان تقریری مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ میں ۱۔ جامعہ احسن العلوم، ۲۔ مدرسہ شفیق الاسلام، ۳۔ مدرسہ دارالسلام، ۴۔ جامعہ نظامیہ، ۵۔ جامعہ انوار الصحابہ، ۶۔ جامعہ ابن عباسؓ، ۷۔ مدرسہ عارف العلوم، ۸۔ دارالعلوم گلشن، ۹۔ مدرسہ احسن العظیم، ۱۰۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ، ۱۱۔ مدرسہ بیت المقدس، ۱۲۔ مدرسہ ابراہیم الاسلامیہ، ۱۳۔ جامعہ معارف القرآن، ۱۴۔ جامعہ بیت المکرم، ۱۵۔ جامعہ مدنیہ، ۱۶۔ جامعہ دارالہدیٰ اور ۱۷۔ جامعہ اشرف

المدارس کے ۱۷ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل تھے۔ میزبان مولانا فصیح احمد تھے جبکہ منصفین کے فرائض مولانا سعد، مولانا اورنگزیب اور مولانا مجاہد امین نے انجام دیئے۔ خصوصی شرکت مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ حلقہ گلشن اقبال کے ذمہ دار مولانا قاری عبدالسمیع رحیمی، مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے مولانا جواد اور مولانا مزمل فاروق نے پروگرام کے تمام تر انتظامات کئے۔ ادارہ معارف القرآن کے محمد قاسم نے پہلی، جامعہ دارالہدیٰ کے جلال الدین نے دوسری اور مدرسہ احسن العظیم کے محمد یوسف نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

بلدیہ ٹاؤن: ۱۴؍جنوری ۲۰۱۶ء کو جامعہ ابو ہریرہ، اتحاد ٹاؤن میں بلدیہ ٹاؤن کے مدارس کے طلبا نے تقریری مقابلہ میں حصہ لیا، جن میں ۱۔ جامعہ دارالعلوم الصفہ، ۲۔ جامعہ حقانیہ، ۳۔ جامعہ ندوۃ العلم، ۴۔ جامعہ عمر، ۵۔ جامعہ تعلیم القرآن، ۶۔ جامعہ احیاء العلوم، ۷۔ جامعہ عثمانیہ، ۸۔ جامعہ ابوہریرہ، ۹۔ جامعہ خیر العلوم، ۱۰۔ جامعہ حدیقۃ العلوم، ۱۱۔ جامعہ دارالقرآن، ۱۲۔ مدرسہ قاسمیہ اور ۱۳۔ جامعہ علوم اسلامیہ کے ۱۷ طلبا کرام شامل تھے۔ مہمان خصوصی مولانا قاضی نجیب الرحمن تھے۔ مقابلے کے مسؤل مفتی فیض الحق، میزبان قاری عبدالکریم بخاری اور نگران و منتظم مولانا ہارون الرشید عادل تھے۔ منصفین کے فرائض مولانا خادم حسین، مولانا محمد کلیم اللہ اور مولانا قاری احسان اللہ نے انجام دیئے۔ جامعہ حقانیہ کے نصر اللہ نے پہلی، جامعہ عثمانیہ کے لعل ملک نے دوسری اور جامعہ عمر کے محمد عامر نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

سائٹ ٹاؤن: ۱۴؍جنوری ۲۰۱۶ء کو جامع مسجد فاطمہ، میٹروول سائٹ میں سائٹ ٹاؤن کے طلبا کے درمیان تقریری مقابلہ ہوا، جس میں ۱۔ جامعہ بنوریہ، ۲۔ جامعہ خلفاء راشدین، ۳۔ مدرسہ اشرفیہ امدادیہ، ۴۔ مدرسہ مظاہر العلوم، ۵۔ جامعہ مخزن العلوم، ۶۔ جامعہ حقانیہ، ۷۔ جامعہ عثمانیہ' بھٹو کالونی اور ۸۔ جامعہ صدیقیہ کے ۱۷ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مولانا عبدالحمید (ناظم تعلیمات جامعہ بنوریہ عالمیہ) تھے۔ میزبان مولانا ڈاکٹر قاسم محمود تھے۔ منصفین کے فرائض مفتی عطاء الرحمن قریشی، مولانا آزاد عالم اور مفتی اسد اللہ نے انجام دیئے۔ حلقہ میٹروول کے احباب نے مولانا سید مشتاق احمد کے ساتھ مل کر پروگرام کے تمام تر انتظامات کئے۔ جامعہ عثمانیہ کے شریف اللہ نے پہلی، جامعہ بنوریہ عالمیہ کے ساجد اللہ نے دوسری اور جامعہ خلفاء راشدین کے شبیر احمد نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

صدر ٹاؤن: ۱۴؍جنوری ۲۰۱۶ء کو جامعہ خلفاء راشدین، منظور کالونی میں صدر ٹاؤن کے مدارس کے طلبا کے درمیان تقریری مقابلہ ہوا، جس میں ۱۔ جامعہ احتشامیہ، ۲۔ جامعہ ارشاد العلوم، ۳۔ جامعہ اسلامیہ کلفٹن، ۴۔ جامعہ بیت السلام، ۵۔ جامعہ اسلامیہ سعیدیہ اور ۶۔ دارالعلوم نورانی (صرافہ بازار) کے ۱۴ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا قاضی احسان احمد تھے۔ میزبان مولانا خان محمد ربانی تھے جبکہ منصفین کے فرائض مفتی محمد رمضان اور مولانا قیصر نے انجام دیئے۔ حافظ محمد کلیم اللہ نعمان اور بھائی محمد عمر نے پروگرام کے انتظامات کئے۔ جامعہ اسلامیہ کلفٹن کے محمد جعفر نے پہلی، جامعہ ارشاد العلوم کے محمد عبداللہ نے دوسری اور جامعہ اسلامیہ کلفٹن کے عصمت اللہ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

لیاری ٹاؤن: ۱۴؍جنوری ۲۰۱۶ء کو مدرسہ ضیاء الاسلام، لی مارکیٹ میں لیاری ٹاؤن کے مدارس کے طلبا کے مابین تقریری مقابلہ منعقد ہوا۔ اس میں ۱۔ جامعہ عثمانیہ بہار کالونی، ۲۔ جامعہ محمودیہ، ۳۔ جامعہ توحیدیہ، ۴۔ جامعہ دارالفیوض اور ۵۔ جامعہ ترتیل القرآن کے ۱۵ طلبا کرام شریک ہوئے۔ مہمانان خصوصی مولانا نور الحق اور مولانا ابراہیم تھے۔ میزبان مولانا حسین احمد مدنی تھے جبکہ منصفین کے فرائض مولانا محمد عارف، مولانا ضیاء الدین اور مولانا محمد حامد انجام دے رہے تھے۔ پروگرام کے انتظامات مولانا نعیم اللہ، مفتی مطیع اللہ اور محمد مجاہد نے کئے۔ جامعہ عثمانیہ کے حنیف اللہ نے پہلی، ہدایت اللہ نے دوسری اور جامعہ توحیدیہ کے شفیع اللہ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

جمشید ٹاؤن: ۱۴؍جنوری ۲۰۱۶ء کو نجم مسجد میں جمشید ٹاؤن کے مدارس کے طلبا نے تقریری مقابلہ میں حصہ لیا، جن میں ۱۔ جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، ۲۔ جامعہ اسلامیہ طیبہ، ۳۔ معہد الخلیل الاسلامی، ۴۔ جامعہ عثمانیہ بہادر آباد، ۵۔ جامعہ تعلیم القرآن والسنۃ، ۶۔ جامعہ الاحسان الاسلامیہ اور ۷۔ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کے ۲۱ طلبا کرام شامل تھے۔ مہمانان خصوصی حضرت مولانا مفتی شفیق عارف (رفیق دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن) اور حضرت مولانا محمد زکریا مدنی (شیخ الحدیث معہد الخلیل الاسلامی) تھے۔ خصوصی شرکت مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ میزبان مفتی محمد سلمان یٰسین تھے جبکہ منصفین کے فرائض مولانا رمضان اور مولانا محمد رفیق قاسمی نے انجام دیئے۔ مولانا محمد رضوان کی نگرانی میں ان کے ساتھیوں نے پروگرام کے تمام تر انتظامات کئے۔ جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کے نوید اصغر نے پہلی، جامعہ تعلیم القرآن والسنۃ کے عبدالواجد نے دوسری اور جامعہ عثمانیہ کے سیف الرحمن صدیقی نے تیسری

پوزیشن حاصل کی۔

شاہ فیصل ٹاؤن: ۲۱؍جنوری ۲۰۱۶ء کو جامعہ صدیقیہ، ناتھا خان گوٹھ میں شاہ فیصل ٹاؤن کے مدارس کے طلبا کے درمیان تقریری مقابلہ ہوا، جس میں ۱۔ جامعہ فاروقیہ، ۲۔ جامعہ صدیقیہ، ۳۔ جامعہ حمادیہ، ۴۔ جامعہ تراث الاسلام اور ۵۔ جامعہ دارالہجرہ کے ۱۵ طلبا کرام نے شرکت کی۔ مہمانان خصوصی حضرت مولانا شفیق الرحمن کشمیری اور مولانا سلطان محمد تھے۔ منصفین کے فرائض مولانا عبدالشکور، مولانا عبدالقیوم ہزاروی اور مولانا شفیق الرحمن علوی نے سرانجام دیئے۔ خصوصی شرکت مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ حلقہ شاہ فیصل ٹاؤن کے کارکنوں نے مولانا شفیق الرحمن علوی اور مولانا محمد اشفاق کی نگرانی میں پروگرام کے انتظامات کئے۔ جامعہ فاروقیہ کے کاشف تبسم نے پہلی، حضرت علی نے دوسری اور جامعہ صدیقیہ کے عمیر نذیر نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

دوسرا مرحلہ: دوسرے مرحلے میں ضلعی بنیاد پر کراچی کے کل پانچ مقامات پر تقریری مقابلے منعقد ہوئے، جن میں ٹاؤن کی سطح پر پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا نے حصہ لیا۔ مجموعی طور پر ۳۵ مدارس کے ۴۶ طلبا کے درمیان یہ مقابلہ ہوا، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

ضلع وسطی: ۲۸ جنوری ۲۰۱۶ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام گلشن عمرؓ (شاخ جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن) میں نارتھ کراچی و نارتھ ناظم آباد، گلبرگ ٹاؤن و لیاقت آباد اور گڈاپ ٹاؤن کے مقابلوں میں امتیازی حیثیت حاصل کرنے والے طلبا کا مقابلہ ہوا، جن میں: ۱۔ مدرسہ امام ابو یوسف شادمان ٹاؤن، ۲۔ جامعہ صدیقیہ، ۳۔ مدرسہ گلشن عمرؓ ۴۔ دارالعلوم رحمانیہ، ۵۔ جامعہ الرشید، ۶۔ مدرسہ زکریا الخیریہ، ۷۔ مدرسہ بطحاء، ۸۔ ادارۃ العلوم الاسلامیہ اور ۹۔ جامعہ مدینۃ العلوم کے ۹ طلبا شامل تھے۔ مہمانان خصوصی حضرت مولانا قاری مفتاح اللہ (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن) اور مولانا قاضی احسان احمد تھے۔ میزبان مولانا سید رزین شاہ اور مولانا زبیر تھے، جبکہ منصفین کے فرائض مولانا شفیق الرحمن عطاء، مولانا محمد صدیق اور مولانا افضال احمد انجام دے رہے تھے۔ مولانا محمد شعیب کی نگرانی میں ضلع وسطی کے کارکنوں نے پروگرام کے تمام تر انتظامات کئے۔ ادارۃ العلوم الاسلامیہ کے حسین احمد نے پہلی، مدرسہ گلشن عمرؓ کے عبدالقدوس نے دوسری اور دارالعلوم رحمانیہ کے نوید احمد نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

ضلع شرقی: ۲۸ جنوری ۲۰۱۶ء کو جامعہ اسلامیہ طیبہ میں ضلع شرقی کے تین ٹاؤنز گلشن اقبال، جمشید ٹاؤن اور شاہ فیصل کے مقابلوں میں امتیازی حیثیت حاصل کرنے والے طلبا نے حصہ لیا، جن میں ۱۔ ادارہ معارف القرآن، ۲۔ جامعہ تعلیم القرآن والسنہ، ۳۔ جامعہ عثمانیہ بہادرآباد، ۴۔ جامعہ فاروقیہ، ۵۔ جامعہ صدیقیہ اور ۶۔ مدرسہ احسن العظیم کے ۷ طلبا کرام شامل تھے۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا مفتی سعید احمد اوکاڑوی (امام و خطیب جامع مسجد عالمگیر، بہادرآباد) تھے۔ خصوصی شرکت مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا محمد نعمان ارمان مدنی نے کی۔ میزبان مولانا محمد عادل اور مولانا محمد عاصم تھے جبکہ منصفین کے فرائض مفتی محمد شعیب عالم، مفتی محمد رمضان اور مولانا ندیم الرشید نے انجام دیئے۔ پروگرام کے انتظامات مولانا محمد رضوان کی نگرانی میں ضلع شرقی کے ساتھیوں نے کئے۔ جامعہ فاروقیہ کے محمد کاشف نے پہلی، جامعہ تعلیم القرآن والسنہ کے عبدالواجد نے دوسری اور ادارہ معارف القرآن کے محمد قاسم نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

ضلع غربی: ۲۸ جنوری ۲۰۱۶ء کو جامعہ بنوریہ عالمیہ میں ضلع غربی کے تین ٹاؤنز اورنگی، بلدیہ اور سائٹ کے مقابلوں میں امتیازی حیثیت حاصل کرنے والے طلبا کے درمیان مقابلہ ہوا، جس میں ۱۔ دارالعلوم نعمان بن ثابت، ۲۔ جامعہ خلفاء راشدین، ۳۔ جامعہ محمودیہ، ۴۔ جامعہ عمر، ۵۔ جامعہ بنوریہ، ۶۔ جامعہ عثمانیہ منگھوپیر، ۷۔ جامعہ عثمانیہ یوسف گوٹھ اور ۸۔ جامعہ حقانیہ کے ۹ طلبا کرام نے شرکت کی۔ منصفین کے فرائض مولانا عنایت اللہ عادل، مولانا محمد عقیل قریشی اور مولانا عطاء الرحمن قریشی نے انجام دیئے۔ مہمانان خصوصی حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی (مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) اور حافظ محمد اقبال تھے۔ میزبان جناب مولانا مفتی محمد نعیم تھے۔ مولانا عبدالحئی مطمئن کی نگرانی میں ضلع غربی کے احباب نے پروگرام کے تمام تر انتظامات کئے۔ جامعہ بنوریہ کے ساجد اللہ نے پہلی، جامعہ عثمانیہ منگھوپیر کے شریف اللہ نے دوسری اور نعمان بن ثابت کے نور اللہ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

ضلع جنوبی: ۲۸؍جنوری ۲۰۱۶ء کو جامعہ اسلامیہ کلفٹن میں ضلع جنوبی کے تین ٹاؤنز لیاری، کیماڑی اور صدر کے مقابلوں میں امتیازی حیثیت حاصل کرنے والے طلبا نے حصہ لیا، جن میں ۱۔ جامعہ اسلامیہ کلفٹن، ۲۔ جامعہ عثمانیہ بہار کالونی، ۳۔ جامعہ توحیدیہ، ۴۔ جامعہ ارشاد العلوم، ۵۔ جامعہ عثمانیہ شیر شاہ کے ۹ طلبا کرام شامل تھے۔ مہمانان خصوصی حضرت مولانا شفیق الرحمن بستوی اور مولانا محمد نعمان ارمان مدنی تھے۔ میزبان مولانا ابوطلحہ محی الدین اور مفتی کمال الدین المسترشد تھے جبکہ منصفین کے فرائض مولانا قاضی فخر الحسن، مولانا خالد محمود کراچوی اور مولانا الطاف الرحمن نے انجام

دیئے۔ پروگرام کے انتظامات مولانا محمد عارف کی نگرانی میں ضلع جنوبی کے ساتھیوں نے انجام دیئے۔ جامعہ عثمانیہ شیر شاہ کے ضیاء الدین نے پہلی، جامعہ اسلامیہ کلفٹن کے ہدایت اللہ نے دوسری اور جامعہ عثمانیہ بہار کالونی کے حنیف اللہ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

ضلع ملیر: ۲۸ رجنوری ۲۰۱۶ء کو جامع مسجد اقصیٰ شاہ لطیف ٹاؤن (مرکز ختم نبوت) میں ضلع ملیر کے چار ٹاؤنز کورنگی، لانڈھی، ملیر اور بن قاسم کے مقابلوں میں امتیازی حیثیت حاصل کرنے والے طلبا کے درمیان مقابلہ ہوا، جن میں ۱۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ ملیر، ۲۔ مدرسہ رحمانیہ، ۳۔ جامعہ انوارالعلوم، ۴۔ مدرسہ بدر العلوم، ۵۔ جامعہ انوار القرآن، ۶۔ جامعہ بیت السلام اور ۷۔ جامعہ محمد بن قاسم کے ۱۲ طلبا کرام شامل تھے۔ منصفین کے فرائض مولانا طارق قاسمی، مولانا محمد سرفراز اور مولانا مبشر ابراہیم نے انجام دیئے۔ مہمان خصوصی مولانا قاضی منیب الرحمٰن اور مولانا مفتی حضرت علی تھے۔ پروگرام کے تمام تر انتظامات مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ کی نگرانی میں ضلع ملیر کے کارکنوں نے سرانجام دیئے۔ جامعہ انوارالعلوم شاد باغ کے محمد حسن نے پہلی، جامعہ بیت السلام کے محمد عزیر نے دوسری اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے عطاء الرحمٰن نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

پہلے مرحلے میں ٹاؤن کی سطح پر ہونے والے مقابلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے امتیازی حیثیت حاصل کرنے والے طلبا کرام کو منتخب کتب انعام کے طور پر دی گئیں اور منصفینؒ ومہمان علماء کرام کو بھی کتب پیش کی گئیں جبکہ روزنامہ اسلام کی جانب سے بھی تمام شرکاء کو بچوں کا اسلام (ختم نبوت نمبر، صحابہ کرام نمبر) اور خواتین کا اسلام کے منتخب شماروں پر مشتمل سیٹ دیئے گئے۔ دوسرے مرحلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے امتیازی حیثیت حاصل کرنے والے طلبا کو منتخب کتب کے ساتھ ساتھ نقد انعام سے بھی نوازا گیا، جن میں فتاویٰ ختم نبوت (مکمل تین جلد)، ختم نبوت منزل بہ منزل (دو جلد) اور تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء قابل ذکر ہیں۔ جبکہ منصفین اور مہمان علماء کرام کو بھی کتب پیش کی گئیں۔ ان تمام پروگرامز کے انعقاد کے لئے مرکز کے ساتھ مل کر تمام مقامی حلقوں نے بڑی جاں فشانی سے کام کیا۔ الحمدللہ! تمام پروگرامز بھرپور انداز میں کامیاب ہوئے۔ مدارس کے منتظمین واساتذہ نے خوب معاونت کی۔ طلبا کرام نے بھی پوری تیاری کے ساتھ جاندار مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆..................☆☆

دوسری سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

تمام اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

محترم جناب حافظ سیف اللہ صاحب مدظلہ نقشبندی مجددی

سید شبیر احمد گیلانی

جامع مسجد یوسف بنوری
الہادی ٹاؤن، ڈیفنس روڈ، سیالکوٹ

14 مارچ 2016 بروز پیر
بعد نمازِ مغرب ان شاء اللہ

مہمانِ خصوصی

حضرۃ قبلہ سید محمد علاؤالدین شاہ جیلانی مدظلہ جانشین

حضرۃ مولانا حافظ شیخ المشائخ
محمد ناصر الدین خاکوانی خان صاحب
مدظلہ العالی
نقشبندی مجددی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

★ جناب حاجی اللہ دتہ مغل ★ جناب سید احمد قریشی ★ جناب چوہدری [illegible]
★ جناب حاجی ممتاز احمد ★ جناب حاجی محب الرحمٰن ★ جناب شیخ محمد ابوبکر
★ جناب حافظ محمد احمد ★ جناب حاجی محمد کریم ★ جناب حاجی محمد نعیم
★ جناب محمد اعجاز الرحمٰن ★ جناب قاری حیات اللہ ★ جناب حاجی سلیمان جاوید
★ جناب محمد شاہد ★ جناب محمد جاوید خان ★ جناب محمد شفیق ڈوگر
★ جناب محمد رفیق ★ جناب [illegible] ★ جناب خان محمد ★ جناب شیخ محمد عمر
★ جناب محمد اکرم خان ★ جناب محمد شوکت ★ جناب محمد عثمان حمید
★ جناب [illegible] ملک ★ علامہ اویس احمد فاروقی ★ رانا محمد [illegible]

پروگرام کے اختتام پر بیعت اور مجلس ذکر ہوگی / خواتین کے لیے پردہ کا انتظام ہوگا
0300 7467982

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ